روزنامہ
1913ء سے جاری شدہ
FR-10
الفضل
The ALFAZL Daily
ٹیلی فون نمبر 047-6213029
web: http://www.alfazl.org
email: editor@alfazl.org
ایڈیٹر : عبدالسمیع خان
جمعہ 10۔اکتوبر 2014ء 14ذوالحج 1435ہجری 10۔اخاء 1393ہش جلد 64-99 نمبر 229

اعمال کا اجر نیت کے مطابق

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اعمال نیتوں کے ساتھ ہوتے ہیں اور ہر شخص اپنی نیت کے مطابق بدلہ پاتا ہے۔

(بخاری کتاب بدء الوحی باب کیف کان بدء الوحی الی رسول اللّٰہ ......حدیث نمبر1)

عیدالاضحیٰ اور قربانی کے حقیقی فلسفہ کا بیان، نیز حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کی تلقین

تقویٰ اور خدا کی رضا کے حصول کی خواہش کے بغیر کی گئی قربانی رد ہوتی ہے

حضرت ہاجرہؑ اور حضرت اسماعیلؑ نے امن وسلامتی کے قیام کے لئے جذبات، آرام اور وقت کو قربان کردیا

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبہ عیدالاضحیٰ فرمودہ 6۔اکتوبر 2014ء بمقام بیت الفتوح لندن کا خلاصہ

یہ خلاصہ ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کررہا ہے

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مورخہ 6۔اکتوبر 2014ء کو بیت الفتوح مورڈن لندن میں نماز عیدالاضحیٰ کی ادائیگی کے لئے پاکستانی وقت کے مطابق سہ پہر تین بجے تشریف لائے۔حضور انور نے نماز عید پڑھائی اور خطبہ عیدالاضحیٰ ارشاد فرمایا جو کہ ایم ٹی اے انٹرنیشنل پر براہ راست مختلف زبانوں میں تراجم کے ساتھ نشر کیا گیا۔جس سے دنیا کے 206 ممالک کے کروڑوں احمدیوں نے استفادہ کیا۔

حضور انور نے فرمایا کہ آج خدا کے فضل سے عیدالاضحیٰ منائی جارہی ہے۔ لاکھوں افراد عید کے موقع پر اور اسی طرح لاکھوں افراد حج کے موقع پر بھی قربانیاں کرتے ہیں۔لیکن اکثر سوچتے نہیں کہ ان قربانیوں کا فائدہ کیا ہے۔بعض گوشت کھانے کے لئے، بعض باتیں کرنے اور حیثیت دکھانے کے لئے اور بعض ریاء اور دنیاوی مفادات کے لئے قربانیاں کرتے ہیں اور اس نیت سے قربانیاں کوئی فائدہ نہیں پہنچاتیں۔ کیونکہ اس قربانی سے اصل فائدہ یہ ہے کہ اللہ کے مقرب بندوں میں شامل ہوں کیونکہ خدا تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے کہ گوشت اور خون خدا کو نہیں پہنچتا بلکہ وہ تقویٰ اور نیت خدا کو پہنچتی ہے جس کے لئے یہ قربانی کی جاتی ہے۔

حضور انور نے فرمایا جس ماں بیٹے کی یاد میں یہ قربانیاں کی جاتی ہیں۔ انہوں نے اپنے جذبات کی مسلسل لمبا عرصہ قربانی کی۔ دنیا کو امن اور سلامتی کے اصول سکھانے کے لئے اپنے جذبات، آرام اور وقت کو قربان کردیا اور اس دعا میں مسلسل لگے رہے کہ ہم رہتی دنیا تک امن اور سلامتی بن جانے والے، تقویٰ کی راہیں دکھانے والے بن جائیں اور تقویٰ کے اعلیٰ معیار قائم کرنے والا، جس کے نمونے دنیا کے لئے رہنما بن جائیں گے، وہ رسول ہماری نسلوں سے پیدا کر۔ یہ ظاہری اظہار بڑائی کے اظہار کے لئے نہ تھا بلکہ خدا کی رضا کے حصول کے لئے تھا۔ یاد رکھیں کہ وہ قربانی جو خدا کی رضا کی خواہش کے بغیر اور تقویٰ کے حصول کی خواہش کے بغیر دی جائے۔ وہ قربانی رد ہوجاتی ہے۔ جس طرح دکھاوے کی نماز اور حج رد ہوجاتے ہیں۔

حضور انور نے ایک بزرگ کا واقعہ سنایا۔ جنہوں نے کشفی حالت میں دیکھا کہ فرشتے گفتگو کررہے ہیں کہ اس سال اتنے حاجیوں نے حج کیا ہے لیکن کسی ایک کا حج قبول نہیں ہوا۔ لیکن فلاں جگہ فلاں شہر میں رہنے والے فلاں آدمی کا حج قبول ہو گیا ہے۔ حالانکہ وہ عملاً حج پر نہیں جاسکا۔ ہ بزرگ اس شخص تک پہنچے اور اس کو ساری بات بتا کر وجہ پوچھی۔ تو اس شخص نے بتایا کہ میں نے حج کا ارادہ کیا تھا اور اس سال میں نے حج پر جانے کے لئے اخراجات اکٹھے کر لئے تھے۔ حج پر جانے سے کچھ دن قبل مجھے ہمسائے کے گھر سے گوشت پکنے کی خوشبو آئی تو میری بیوی نے اس سے گوشت لانے کو کہا۔ جب میں گوشت مانگنے گیا تو ہمسائے نے بتایا کہ یہ مردہ گدھے کا گوشت ہے۔ ہمارے لئے تو اضطرار کی حالت میں جائز ہے مگر تمہارے لئے نہیں۔ تو میں نے حج کے لئے اکٹھی کی ہوئی رقم اس کے حوالے کردی اور اس کو بھی اس اضطرار کی حالت سے نجات ملی اور پھر میں حج پر نہیں گیا۔

حضور انور نے فرمایا کہ یہ تقویٰ اور خدا کی رضا کی خاطر کی گئی قربانی ہوتی ہے کہ اس کا حج بغیر حج کئے قبول ہوگیا۔ حضرت مصلح موعود نے ایک واقعہ بیان فرمایا ہے کہ حج کے دوران ان کو ایک آدمی ملا جو فلمی گانے گا رہا تھا۔ جب اس کو اس بات سے منع کیا تو کہنے لگا کہ مجھے میرے باپ نے اس لئے حج پر بھیجا ہے کہ ہم بھی اپنی دکان پر حاجی کا بورڈ لگا سکیں اور جب لوگوں کو حضرت مصلح موعود کے متعلق علم ہوا۔ تو یہ شخص بھی مخالفت کرنے لگ گیا۔ تقویٰ سے عاری لوگوں کے ساتھ خدا نے کیا سلوک کرنا ہے وہ خدا ہی جانتا ہے۔ ہمیں اس روح کی تلاش کرنی ہے جو تقویٰ کی روح ہے۔

حضرت مسیح موعود نے فرمایا ہے کہ ہم ایک ایسی قربانی کے محتاج ہیں۔ جو نفس کی قربانی کا نام ہے۔ دین کامل کے نام میں ہی یہ تعلیم دی گئی ہے کہ گردن کو کامل اطاعت و فرمانبرداری کے ساتھ خدا کے آستانے پر رکھ دیا جائے۔ دین حق کی روح یہی ہے کہ کامل اطاعت کی جائے اور کامل اطاعت کامل محبت اور کامل عشق کو چاہتی ہے اور کامل محبت کامل معرفت کو چاہتی ہے۔ اسی لئے کامل اطاعت کے لئے کامل محبت اور کامل معرفت کی ضرورت ہے۔ خدا کی رضا کے حصول کی کوشش کرنی چاہئے اور اس کے لئے عمل کی ضرورت ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ کامل دین کی بنیاد دو باتوں پر ہے ایک یہ کہ اللہ کا حق ادا کیا جائے اور

باقی صفحہ 2 پر

اصل قبولیت آسمان سے آتی ہے

حضرت اقدس مسیح موعود فرماتے ہیں۔

تذکرۃ الاولیاء میں ہے کہ ایک شخص چاہتا تھا کہ وہ لوگوں کی نظر میں بڑا قابل اعتماد بنے اور لوگ اسے نمازی اور روزہ دار اور بڑا پاکباز کہیں اور اسی نیت سے وہ نماز لوگوں کے سامنے پڑھتا اور نیکی کے کام کرتا تھا مگر وہ جس گلی میں جاتا اور جدھر اس کا گزر ہوتا تھا۔ لوگ اسے کہتے تھے کہ یہ دیکھو یہ شخص بڑا ریاکار ہے اور اپنے آپ کو لوگوں میں نیک مشہور کرنا چاہتا ہے۔ پھر آخر کار اس کے دل میں ایک دن خیال آیا کہ میں کیوں اپنی عاقبت کو برباد کرتا ہوں خدا جانے کس دن مرجاؤں گا کیوں اس لعنت کو اپنے لئے تیار کر رہا ہوں اس نے صاف دل ہو کر پورے صدق وصفا اور سچے دل سے توبہ کی اور اس وقت سے نیت کرلی کہ میں سارے نیک اعمال لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ کیا کروں گا اور کبھی کسی کے سامنے نہ کروں گا۔ چنانچہ اس نے ایسا کرنا شروع کردیا اور یہ پاک تبدیلی اس کے دل میں بھر گئی نہ صرف زبان تک ہی محدود رہی پھر اس کے بعد لکھا ہے اس نے اپنے آپ کو ایسا بنالیا کہ تارک صوم وصلوٰۃ ہے اور گندہ خراب آدمی ہے مگر اندرونی طور پر پوشیدہ اور نیک اعمال بجالاتا تھا، پھر وہ جدھر جاتا اور جدھر اس کا گزر ہوتا تھا لوگ اور لڑکے اسے کہتے تھے کہ دیکھو یہ شخص نیک اور بڑا پارسا ہے اور یہ خدا کا پیارا اور اس کا برگزیدہ ہے۔ غرض اس سے یہ ہے قبولیت اصل میں آسمان سے نازل ہوتی ہے۔

(ملفوظات جلد3 صفحہ 186)

(بسلسلہ فیصلہ جات مجلس شوریٰ 2014ء
مرسلہ: نظارت اصلاح وارشاد مرکزیہ پاکستان)

درخواست دعا

مختلف جگہوں پر بعض احمدی افراد مختلف مقدمات میں ملوث ہیں ان افراد جماعت کی باعزت بریت کیلئے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان احباب کی قربانی قبول فرمائے اور ہر قسم کے شر سے محفوظ رکھے۔ آمین

بقیہ از صفحہ 1 - خلاصہ خطبہ عید الاضحی

دوسرا یہ کہ اللہ کے بندوں کا حق ادا کیا جائے۔ ان دونوں کے حقوق کے ادا کرنے کی نیت اور کوشش ہونی چاہئے اور دین کے نام میں ہی سلامتی اور امن کا مفہوم ہے۔ حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسمٰعیلؑ نے ان دونوں حقوق کی ادائیگی اور دنیا میں امن اور سلامتی عطا کرنے کے لئے خانہ کعبہ کی بنیادوں کو اٹھایا تھا اور دعائیں کی تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ علیہم السلام کی دعا قبول کرتے ہوئے آپ کی نسل سے آنحضرت ﷺ کو مبعوث فرمایا۔ آپؐ وہ عظیم الشان رسول تھے کہ جنہوں نے حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کے لئے حسین اور کامل نمونہ اور اسوہ قائم فرمایا اور آج دنیا میں صرف اسی اسوہ کی اتباع سے ہی امن قائم ہو سکتا ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ آنحضرت ﷺ نے خدا کی رضا کے حصول کے لئے ایسا بلند معیار قائم فرمایا کہ عرش سے خدا نے آپؐ کو یہ اعلان کرنے کا کہا کہ میری نماز، میری قربانی، میری زندگی اور میری موت اللہ تعالیٰ کے لئے ہے جو کہ تمام جہانوں کا رب ہے۔ حضرت مسیح موعود نے اس آیت کے متعلق فرمایا ہے کہ آنحضرت ﷺ کی قربانیاں صرف خدا کے لئے تھیں۔ اس میں نفس اور جذبات کا کوئی حصہ نہیں تھا۔ فرمایا نسک قربانی کو کہتے ہیں جو کہ نسیکہ کی جمع ہے اور دوسرے معنے اس کے عبادت کے بھی ہیں۔ اس طرح یہ لفظ دونوں پر اطلاق پاتا ہے۔ جو قربانی خالص خدا کی رضا کے حصول کے لئے کی جائے وہ عبادت بن جاتی ہے اور جو عبادت کامل اخلاص سے ادا کی جائے وہ قربانی بن جاتی ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ خدا کے حقوق کے ساتھ آنحضرت ﷺ نے مخلوق کے حقوق بھی ادا کئے۔ آپؐ نے انسانیت کی کامل رہنمائی فرمائی اور ان کی ہدایت کے لئے خدا تعالیٰ سے دعائیں کرتے رہے ہیں اور تمام جہان کی ہدایت کے لئے راتوں کو جاگ کر اپنے وقت اور آرام کی قربانی کی اور آپؐ کی کیفیت جو دعاؤں کے وقت ہوتی تھی اور جو دعاؤں کے لئے تکلیف اٹھاتے تھے۔ اس کے متعلق خدا نے یہ گواہی دی کہ کیا تو اپنے آپ کو اس بات پر ہلاکت میں ڈال دے گا۔ کہ وہ ایمان کیوں نہیں لاتے۔ آپؐ خدا کی محبت میں فنا ہو کر خدا سے وہ ہدایت لائے جو ہر زمانے کے لئے تھی اور پھر مخلوق کی محبت میں تڑپ تڑپ کر دعائیں کیں۔ اسی طرح آپؐ نے دونوں حقوق احسن رنگ میں ادا کئے۔

حضور انور نے فرمایا کہ دین حق کو ماننے والے کے ہاتھوں سے دوسرا (مومن) محفوظ رہتا ہے۔ بلکہ اس لفظ کے یہ بھی معنے ہیں کہ ہر امن اور سلامتی چاہنے والا بھی اس شخص کے ہاتھ اور زبان سے محفوظ رہتا ہے۔ پھر آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ دین خیر خواہی کا نام ہے۔ یعنی ہر ایک کے ساتھ خیر خواہی کرنا۔ جس کو اس تعلیم کا علم نہیں اسے یہ تعلیم پہنچانا بھی خیر خواہی ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ آنحضرت ﷺ کو مخلوق خدا سے محبت تھی۔ غریبوں کی محبت اس قدر بڑھی ہوئی تھی کہ آپؐ نے فرمایا کہ اگر میرے پاس احد پہاڑ کے برابر سونا ہو تو میں تیسرا دن چڑھنے سے پہلے پہلے اسے تقسیم کر دوں۔ پھر مخلوق کی ہمدردی اس وقت بھی نظر آتی ہے کہ جب آپؐ پر جنگ مسلط کی گئی تو اس وقت بھی آپؐ نے مخلوق کی ہمدردی کو نہ چھوڑا۔ فرمایا عورتوں، بچوں، بوڑھوں، معذوروں اور معصوموں کو کچھ نہ کہنا بلکہ یہاں تک فرمایا کہ ان کے درخت بھی نہ کاٹو۔

حضور انور نے فرمایا کہ آج کے زمانہ میں بھی یہی تعلیم ہے جو انسانیت کو امن دے سکتی ہے۔ آنحضرتؐ نے جو تعلیم دی۔ وہی خانہ کعبہ کی تعمیر کا مقصد تھا۔ کہ خدا کی عبادت کی جائے اور حقوق العباد ادا کئے جائیں۔ قرآن نے خانہ کعبہ لوگوں کے اکٹھے ہونے اور امن کی جگہ بنایا ہے اور اسی طرح رسول اللہؐ کو نور اور قرآن کو بھی نور کہا ہے کہ یہ تعلیمات امن کا نور پھیلانے والی ہیں۔ حضرت عائشہؓ نے آنحضرت ﷺ کے متعلق فرمایا تھا کہ آپ مجسم قرآن تھے۔ آج اگر قرآن کی تعلیمات اور رسول اللہؐ کے اسوہ کی پیروی کی جائے تو دنیا میں امن ہو سکتا ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ آنحضرت ﷺ نے دوسروں کے حق غصب کرنے، ظلم کرنے اور ان کے حق چھیننے کو سخت ناپسندیدگی سے دیکھا ہے۔ بلکہ آپؐ نے احسان کی تعلیم دی۔ جو جنگ کرنے آئے ان کو معاف کر دیا۔ ان کے قیدیوں کے ساتھ حسن سلوک فرمایا۔ دوست اور دشمن سے برابری کا سلوک کیا اور سب سے رحمت و شفقت سے پیش آئے۔ بلکہ اس رحمت کو اس قدر وسعت دی کہ آپؐ کے دشمن آپؐ کے غلام بن گئے۔

حضور انور نے فرمایا کہ آنحضرت ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر جو نصیحت فرمائی اور جو خطبہ ارشاد فرمایا وہ ہم سب کے لئے مشعل راہ ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ جس طرح یہ دن، یہ مہینہ اور یہ شہر قابل احترام ہے۔ اسی طرح تمہارے مال، خون اور آبرو تمہارے لئے قابل احترام ہیں۔ آپؐ نے بار بار یہ بات دہرائی اور پھر فرمایا کہ کیا میں نے پیغام پہنچا دیا ہے۔ گویا آپؐ نے انسانی بنیادی حقوق کا بہت خیال رکھا اور آپس میں رحم کرنے کی تلقین فرمائی اور غیروں کے متعلق ارشاد فرمایا کہ تمہیں ان کی دشمنی اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم ان سے ناانصافی سے پیش آؤ۔

حضور انور نے فرمایا کہ ہم احمدیوں کی ذمہ داری اور بڑھ جاتی ہے کہ ہم نے حضرت مسیح موعود کو مان کر قرآن کی تعلیم کو ماننے کا عہد کیا۔ ہمیں ہمیشہ اپنے اعمال پر نظر رکھنی ہوگی۔

حضور انور نے فرمایا کہ دنیا کا امن اسی بات کے ساتھ وابستہ ہے کہ خدا کے فرستادہ کو تسلیم کیا جائے۔ قرآنی تعلیم پر عمل کیا جائے اور امن وسلامتی کو پھیلانے کے لئے آنحضرت ﷺ کے اسوہ اور خانہ کعبہ کی تعمیر کے مقصد کو پیش نظر رکھا جائے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو قربانی کی روح کو سمجھتے ہوئے اس کے حق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور امن، سکون اور سلامتی پھیلانے والا بنائے۔ آمین

حضور انور نے فرمایا ابھی خطبہ ثانیہ کے بعد دعا ہوگی۔ اپنی دعاؤں میں شہداء، اسیران راہ مولیٰ، مالی قربانی کرنے والوں، واقفین زندگی، وقت کی قربانی کرنے والے رضا کاروں، ضرورتمندوں، غرباء، پاکستان اور انڈونیشیا، تمام احمدیوں اور فلسطین کے معصوم مسلمانوں کو یاد رکھیں۔ اللہ تعالیٰ ظلم کرنے والوں کو پکڑے اور دین حق کی سچی اور حقیقی تعلیم واضح ہو اور پھیل جائے۔ آمین

اس کے بعد حضور انور نے خطبہ ثانیہ ارشاد فرمانے کے بعد دعا کروائی۔ دعا کے بعد حضور انور نے دنیا بھر کے تمام احمدیوں کو السلام علیکم اور عید مبارک کا پیغام دیا۔

☆☆☆

مکرم ناصر احمد محمود طاہر صاحب

کیکرے ہوئے بینن کی بیت الذکر کا افتتاح

بینن کا ویدہ شہر اور اس کے آس پاس کا علاقہ پورے ملک بلکہ ساری دنیا میں اس لحاظ سے پہچانا جاتا ہے کہ اس شہر سے غلاموں کی خرید و فروخت ہوتی تھی۔ یہ شہر برلب سمندر ہے اور اس شہر میں Gate of no Return بنا ہوا ہے جس کے متعلق تاریخ بتاتی ہے کہ جو قیدی اس گیٹ سے گزر جاتا تھا وہ کبھی واپس نہیں آیا۔

مذہبی اعتبار سے یہ تقریباً 100 کلومیٹر گرد و نواح کا علاقہ مشرکین اور خالص بت پرستوں کا ایریا ہے۔ اٹھارہویں صدی میں یہاں سے کچھ مسلمان گزرے تو ان کی تبلیغ سے ایک دو خاندانوں نے اسلام قبول کیا اور آہستہ آہستہ بہت معمولی مگر کہیں کہیں دوسرے لوگوں نے بھی اسلام قبول کیا ان میں کیکرے ہوئے (Kekerehoue) کا گاؤں بھی تھا۔

انیسویں صدی میں جب کیتھولک مذہب کا بینن میں زور تھا تو ان کی تبلیغ اور چمک دمک سے جو لوگ مسلمان ہوئے تھے ان کی اولادیں پھر گئیں اور کیتھولک سے جا ملیں اور اس طرح اسلام کے جو چند چراغ تھے وہ بھی گل ہونے لگے اور پھر یہ وقت بھی آن پہنچا کہ کچھ لوگ جو مسلمان تھے انہیں بھی صرف یہ علم تھا کہ ہمارے آباء ایک بانگ دیتے تھے اور وہ اکٹھے ہو کر کچھ عبادت کیا کرتے تھے۔ کیونکہ اس علاقہ میں جو مساجد تعمیر ہوئیں وہ بھی 28,20,15 کلومیٹر کے فاصلہ پر ان لوگوں کی پہنچ سے بہت دور تھیں۔

2012ء میں اس سارے علاقہ میں جب دعوت الی اللہ کا پروگرام بنایا گیا تو اس گاؤں پہنچنے پر انہیں احمدیت کا بتایا گیا تو گاؤں والوں نے آپس میں مشورہ کرنے کی مہلت لی اور کچھ دور ہو کر ایک دوسرے سے کہنے لگے یہ وہی ہمارے باپ دادا کا مذہب لگتا ہے اس کو اپنانا چاہئے اور اس طرح اپنے آباء کی محبت اور میراث سمجھ کر مکرم گانگا جبریل صاحب اور مکرم کیک لے فر بر صاحب نے اپنے خاندان سمیت بیعتیں کیں اور اس کے ساتھ ہی تربیت کا سلسلہ شروع ہوا۔ چنانچہ ہمارے لوکل مشنری مکرم توکیو ابوبکر صاحب جن کی (دعوت الی اللہ) سے یہ احمدی ہوئے تھے انہیں گاؤں سے آٹھ کلومیٹر دور ویدہ شہر میں تعینات کر کے ہفتہ میں دو بار کلاسز کا سلسلہ شروع کیا گیا۔ یہ لوگ آہستہ آہستہ اخلاص میں بڑھنے لگے۔ حتیٰ کہ 2012ء کی عیدالفطر پر خاکسار نے بطور ریجنل مشنری ان کے پاس عید پڑھی۔

اس گاؤں کے مکرم فر بر صاحب نے بیت کی تعمیر کے لئے ایک قطعہ اراضی جماعت کے نام عطیہ کیا اور 2013ء میں اس کا سنگ بنیاد رکھا گیا اور 11×7 میٹر مسقف ایریا کی بیت تعمیر کی گئی۔ 17 جون 2014ء کو امیر جماعت احمدیہ بینن مکرم رانا فاروق احمد صاحب کے خطبہ جمعہ سے اس بیت کا افتتاح عمل میں آیا۔ نماز کے بعد بیت کے اندر ہی نہایت مختصر تقریب میں صدر صاحب جماعت، گاؤں کے چیف اور دوسرے معزز مہمانوں نے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ دعا کے ساتھ یہ تقریب اختتام پذیر ہوئی۔

اس بیت کی تعمیر کے اخراجات مکرم لئیق احمد طاہر صاحب مربی سلسلہ انگلستان نے اپنے خاندان کی طرف سے ادا کئے ہیں۔ اس بیت کی تعمیر کے دوران مقامی جماعت کے افراد نے وقار عمل کے ذریعہ ڈیڑھ میٹر بھرتی ڈالی، پانی مہیا کیا اور راج گیری کے ساتھ مزدوری کے کام بھی سرانجام دیئے۔

قارئین الفضل سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس بیت کی تعمیر بہت مبارک فرمائے اور اسے اپنے سچے موحد، مخلص عبادت گزاروں سے ہمیشہ آباد رکھے۔

(الفضل انٹرنیشنل 12 ستمبر 2014ء)

☆☆☆

پبلشر و پرنٹر: طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ .... مطبع: ضیاء الاسلام پریس .... مقام اشاعت: دار النصر غربی چناب نگر ربوہ .... قیمت 5 روپے

حضرت مولانا غلام رسول راجیکی صاحب

حضرت خلیفۃ المسیح کی دعاؤں کا اعجاز

1919ء کے جلسہ سالانہ پر میرے دل میں شدید خواہش پیدا ہوئی کہ میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی خدمت میں قادیان میں مکان بنانے کی توفیق پانے کے واسطے دعا کے لئے عرض کروں۔ گو بظاہر میرے مالی حالات کے پیش نظر ایسا ہونا میری استطاعت سے باہر تھا۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے سامنے کوئی بات انہونی نہ تھی۔ چنانچہ میں نے حضور کی خدمت میں دعا کے لئے عریضہ لکھا۔ اس خط کے لکھنے کے بعد میں نے رؤیا میں دیکھا کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے اور آپ نے اپنے پر بچھا کر فرمایا کہ اپنے گھر کے سب افراد لا کر اس پر بٹھا دیں۔ جب ہم سب گھر والے اس پرَ پر بیٹھ گئے تو آپ نے پرواز کرنا شروع کی۔ اور قادیان کے محلّہ دارالرحمت میں جہاں اس وقت ہمارا مکان بنا ہوا ہے لاکر ہمیں اتارا۔ اس رؤیا سے مجھے اس مقصد میں کامیابی حاصل ہونے کی امید ہوگئی۔ اس کے بعد 1920ء کے جلسہ سالانہ پر میں نے پھر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی خدمت میں دعا کے لئے زبانی عرض کیا۔ حضور نے دعا کرنے کا وعدہ فرمایا۔ ابھی میں جلسہ کے بعد قادیان میں ہی مقیم تھا کہ ایک شخص نے جن کا نام رحمت اللہ تھا۔ زمین کے لئے اڑہائی صد روپیہ کسی غیبی تحریک کے ماتحت مجھے دیا۔ اس سے میں نے حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب کے توسط سے زمین خرید لی۔ آٹھ نوصد روپیہ میری بیوی نے اپنے زیور فروخت کر کے مہیا کیا۔ جس کی لکڑی اور کچھ اور ضروری سامان خرید لیا گیا۔

مستری اللہ رکھا صاحب ساکن ترگڑی جو آج کل لاہور میں ٹھیکیداری کا کام کرتے ہیں۔ ان کے بہت سے لڑکے پیدا ہو کر بچپن میں فوت ہوتے رہے۔ انہوں نے ایک دفعہ بہت دردمندانہ لہجہ میں دعا کی درخواست کی۔ مجھے ان کے لئے دعا کا اچھا موقع میسر آگیا۔ اور میں نے ان کو اطلاع دے دی کہ اب جو لڑکا آپ کے ہاں پیدا ہوگا۔ وہ لمبی عمر پانے والا ہوگا۔ چنانچہ ان کو خدا تعالیٰ نے لمبی عمر پانے والا لڑکا دیا۔ جس کا نام عبدالحفیظ ہے اور اب وہ بی۔اے پاس کر کے لاہور میں ملازم ہے اور صاحب اولاد بھی ہے۔

مستری اللہ رکھا صاحب نے لکڑی کا عمارتی کام اپنے ذمہ لیا۔ جب مکان کی تعمیر کے لئے اینٹوں کا مسئلہ درپیش ہوا تو حضرت عرفانی صاحب کے ذریعہ سے اینٹیں بطور قرض مل گئیں اور حضرت میر ناصر نواب صاحب نے اپنے انتظام اور نگرانی میں مکان کی تعمیر شروع کرادی۔ مکان کی چھت پر جب ٹائلوں کی ضرورت پڑی اور اس کی اطلاع حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کو ہوئی تو آپ نے مہیا فرمادیں۔ اس طرح میری غیر حاضری میں ہی مکان تعمیر ہوگیا۔

مکان تعمیر ہونے کے بعد مجھے یہ فکر تھا کہ حضرت عرفانی صاحب کا قرضہ اور اس سلسلہ میں بعض دوسری رقوم کا بار جو میرے ذمہ ہے وہ جلد اُتر جائے۔ اسی اثنا میں خاکسار بعض (دعوت الی اللہ) او رتربیتی ضرورتوں کے ماتحت گجرات بھجوایا گیا۔ وہاں میں نے ماہ رمضان میں خاص طور پر قرض کے اُترنے کے لئے دعا کی۔ میرا یہ طریق ہے کہ ہر رمضان میں اس مقدس ماہ کے فیوض و برکات حاصل کرنے کے لئے کوئی خاص مقصد سامنے رکھ کر دعا کرتا ہوں۔ چنانچہ اس رمضان میں بھی جب میں نے خاص توجہ سے گراں بار قرض کے اُترنے کیلئے دعا کی اور دعا کرتے ہوئے آٹھواں دن ہوا تو اللہ تعالیٰ کی قدوس ذات میرے ساتھ ہمکلام ہوئی اور اس پیارے اور محبوب مولیٰ نے مجھ سے ان الفاظ میں کلام فرمایا:۔

''اگر تُو چاہتا ہے کہ تیرا قرضہ جلد اُتر جائے۔ تو خلیفۃ المسیح کی دعاؤں کو بھی شامل کرالے۔''

میں نے اس کلام الٰہی سے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کو اطلاع دیتے ہوئے حضور سے درخواست دعا کی۔ حضور نے ازراہ نوازش جناب مولوی عبدالرحیم صاحب درد کو جو اس وقت پرائیویٹ سیکرٹری تھے، یک صد روپیہ دے کر فرمایا کہ یہ رقم مولوی راجیکی صاحب کے گھر پہنچادی جائے۔

حضور نے میرے عریضہ کے جواب میں جو خط گجرات کے پتہ پر ارسال فرمایا۔ اس میں اس رقم کے عطا فرمانے کا تو کچھ ذکر نہ تھا۔ ہاں یہ ارشاد تھا کہ انشاء اللہ تعالیٰ آپ کے لئے ضرور دعا کریں گے کہ اللہ تعالیٰ آپ کا قرضہ جلد اُتار دے۔

اس کے معاً بعد ایک صاحب کے متعلق مجھے معلوم ہوا کہ انہوں نے قادیان اور احمد آباد گاؤں میں زمین خریدی ہوئی ہے اور وہ اب وہاں مکان بھی بنانا چاہتے ہیں۔ میں نے ان کو لکھا کہ میرا مکان ایک کنال میں تعمیر شدہ ہے۔ اگر آپ کو پسند ہو تو آپ وہی خرید فرمالیں اس پر انہوں نے جواب دیا کہ مکان کی تو خود آپ کو بھی ضرورت ہوگی۔ کیا کسی مجبوری اور ضرورت کی بنا پر آپ اسے فروخت کرنا چاہتے ہیں۔ میں نے لکھا کہ ہاں فروخت کرنے کی ضرورت ہے۔ کیونکہ اس کی تعمیر پر جو رقم خرچ ہوئی ہے اس میں سے ابھی مبلغ دو ہزار کے قریب قرض واجب الادا ہے۔ اس اطلاع کے ملنے پر انہوں نے مجھے لکھا کہ میری پانچ ہزار روپیہ کی رقم نظارت مال میں جمع ہے۔ میں نے وہاں لکھ دیا ہے کہ جتنی رقم آپ کو قرض کی ادائیگی کے لئے درکار ہو، وہ آپ کو ادا کردی جائے۔

چنانچہ میں نے محاسب صاحب سے تقریباً مبلغ اٹھارہ سو روپیہ کی رقم لے کر تمام قرض داروں کا حساب بے باق کر دیا اور اس مہربان دوست کو لکھا کہ میں نے آپ کی رقم سے متفرق رقوم قرضہ کی ادا کردی ہیں۔ اب خدا کرے کہ آپ کی رقم کو بھی جو بطور قرض میں نے یکمشت لی ہے، ادا کرنے کی توفیق ملے۔ اس خط کے جواب میں اس دوست نے مجھے لکھا کہ میں نے آپ کو یہ رقم بطور قرضہ نہیں دی بلکہ اللہ تعالیٰ کی رضا اور ثواب کی خاطر دی ہے۔ نیز انہوں نے مجھے اپنے تین مقاصد کے لئے دعا کی تحریک کی:۔

اول یہ کہ وہ افسر مال کے عہدہ پر فائز ہیں اور باوجود سینئر ہونے کے ان کو ترقی نہیں ملی اور جونیئر افسر ڈپٹی کمشنر بن گئے ہیں۔ دوسرے ان کی خواہش ہے کہ ان کو خان بہادر کا خطاب مل جائے۔ تیسرے ان کے ہاں نرینہ اولاد ہو۔

میں نے ان کے تینوں مقاصد کے لئے دعاؤں کا سلسلہ شروع کیا۔ اور ان کے احسان اور حسن سلوک کو پیش نظر رکھ کر دلی توجہ سے ان کے لئے دعائیں جاری رکھیں۔ یہاں تک کہ میرے سامنے کشفی طور پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک کاغذ پیش کیا گیا۔ جس میں لکھا ہوا تھا کہ وہ ڈپٹی کمشنر بنائے جائیں گے۔ اور سب سے پہلے ان کا تقرر ضلع گوجرانوالہ میں ہوگا۔ ان کو خان بہادر کا خطاب ملے گا۔ اور ان کے ہاں لڑکا بھی تولّد ہوگا جس کا نام مجھے احمد خاں بتایا گیا۔

اللہ تعالیٰ کی یہ عجیب قدرت احسان اور فضل ہے کہ اس پیش خبری کے عین مطابق وہ ڈپٹی کمشنر کے عہدہ پر فائز ہوگئے۔ اور سب سے پہلے ان کا تقرر ضلع گوجرانوالہ میں ہوا۔ انہوں نے اس تقرری کے بعد مجھے لکھا کہ آپ کا اطلاعی خط میرے سامنے پڑا ہوا ہے اور میں اللہ تعالیٰ کے عَلَّامُ الْغُیُوْب ہونے پر حیرت سے غور کر رہا ہوں۔ پھر ان کو خان بہادر کا خطاب سرکار کی طرف سے دیا گیا۔ اور یکم مئی 1949ء کو ان کے ہاں لڑکا بھی پیدا ہوا۔ اور جس طرح بہت عرصہ پیشتر میں نے اس بچہ کا نام احمد خاں دیکھا تھا۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے حسن اتفاق سے اس کا نام احمد خاں ہی تجویز فرمایا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک

مجھے معلوم ہوا ہے کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے بھی ان کے لئے خاص طور پر دعا فرمائی تھی اور حضور کو بھی ان کے ہاں لڑکا تولّد ہونے کی بشارت ملی تھی اور یہ حقیقت ہے کہ خاکسار یا کسی دوسرے احمدی دوست کو اگر اللہ تعالیٰ کے فضل سے کسی الہامی بشارت سے نوازا جاتا ہے یا کسی دعا کی قبولیت کا شرف حاصل ہوتا ہے۔ تو اس میں بھی ہماری کسی خوبی کا دخل نہیں۔ بلکہ یہ سب فیض اور برکت اور کمال حضرت اقدس مسیح موعود اور آپ کے خلفاء عظام اور اہل بیت کا ہے۔

جمالِ ہمنشیں درمن اثر کرد
وگرنہ من ہماں خاکم کہ ہستم

اگرچہ میرے وہ محسن دوست یعنی خان بہادر ملک صاحب خانصاحب نون اس قرضہ کے اُتارنے کا باعث بنے۔ لیکن میں خوب جانتا ہوں کہ اس احسان اور حسن سلوک کے پیچھے میرے محسن عظیم حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی خاص دعائیں جو الٰہی منشاء کے ماتحت حضور نے اس عبدِ حقیر کی رستگاری کے لئے کیں، کارفرما تھیں اور وہی دعائیں اللہ تعالیٰ۔ ہاں ازلی وابدی احسان کے سرچشمہ کے فضل و کرم کو کھینچنے کا باعث بنیں۔ ہاں میں اس مہربان دوست کا بھی ممنونِ احسان ہوں کہ وہ اس مشکل کشائی کا ذریعہ بنے۔

(حیات قدسی صفحہ 267 تا 271)

اسی وقت حقہ ترک کردیا

حضرت مولوی عبداللہ سنوری صاحب بیان فرماتے ہیں:۔

میں شروع میں حقہ بہت پیا کرتا تھا۔ شیخ حامد علی بھی پیتا تھا۔ کسی دن شیخ حامد علی نے حضرت صاحب سے ذکر کردیا کہ یہ حقہ بہت پیتا ہے۔ اس کے بعد میں جو صبح کے وقت حضرت صاحب کے پاس گیا اور حضور کے پاؤں دبانے بیٹھا تو آپ نے شیخ حامد علی سے کہا کہ کوئی حقہ اچھی طرح تازہ کر کے لاؤ۔ جب شیخ حامد علی حقہ لایا تو حضور نے مجھ سے فرمایا کہ پیو۔ میں شرمایا مگر حضرت صاحب نے فرمایا جب تم پیتے ہو تو شرم کی کیا بات ہے۔ پیو کوئی حرج نہیں میں نے بڑی مشکل سے رک رک کر ایک گھونٹ پیا۔ پھر حضور نے فرمایا میاں عبداللہ مجھے اس سے طبعی نفرت ہے۔ میاں عبداللہ صاحب کہتے تھے بس میں نے اسی وقت سے حقہ ترک کردیا اور اس ارشاد کے ساتھ ہی میرے دل میں اس کی نفرت پیدا ہوگئی۔ پھر ایک دفعہ میرے مسوڑھوں میں تکلیف ہوئی تو میں نے حضور سے عرض کیا کہ جب میں حقہ پیتا تھا تو یہ درد ہٹ جاتا تھا حضور نے جواب دیا کہ ''بیماری کے لئے حقہ پینا معذوری میں داخل ہے اور جائز ہے جب تک معذوری باقی ہے۔ چنانچہ میں نے تھوڑی دیر تک بطور دوا استعمال کر کے پھر چھوڑ دیا۔ میاں عبداللہ صاحب بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ حضور نے مجھے گھر میں ایک توڑا ہوا حقہ کیلی پر لٹکا ہوا دکھایا اور مسکرا کر فرمایا ہم نے اسے توڑ کر پھانسی دیا ہوا ہے۔

(سیرت المہدی جلد نمبر 1 ص 85,84)

☆............☆............☆

شذرات ۔ اخبارات ورسائل کے مفید اقتباسات

نوبیل انعام یافتگان سے حسن سلوک

تنویر قیصر شاہد اپنے کالم تعاقب میں لکھتے ہیں۔

اسے ہم اپنی بدنصیبی ہی کہیں گے کہ آج تک عالم اسلام کے جتنے بھی افراد کونوبیل انعام سے نوازا گیا ہے، ان کا اپنے ملک میں خاطرخواہ عزت و احترام نہ کیا گیا۔ انہیں دشنام اور مختلف النوع تہمتوں کا سامنا کرنا پڑا۔ مثال کے طور پر جب پاکستان **کے ڈاکٹرعبدالسلام کو 1979ء میں فزکس کے نوبیل انعام سے نوازا گیا تو پاکستان آمد پر انہیں گالیاں دی گئیں** ۔ پنجاب یونیورسٹی میں ان کے ساتھ جو سلوک کیا گیا، وہ کسی بھی طرح قابل ستائش نہیں تھا۔ کہا گیا تھا کہ ڈاکٹر عبدالسلام کا علمی کارنامہ کوئی نہیں تھا، انہیں محض یہودی لابی کی سفارش پر نوبیل انعام سے نوازا گیا تا کہ جمہور مسلمانوں کو نیچا دکھایا جاسکے۔ یہ بھی کہا گیا کہ ڈاکٹر عبدالسلام چونکہ احمدی اور قادیانی ہیں اس لئے وہ قابل احترام و قابل ستائش نہیں۔

مصر کے عالمی شہرت یافتہ ادیب ڈاکٹر نجیب محفوظ کو 1988ء میں ادب کا نوبیل انعام دیا گیا۔ انہیں اپنے وطن میں کس نظر سے دیکھا گیا، یہ جاننے کے لئے ایک مثال ہی کافی ہے۔ مصر کے شدت پسندوں اور مجاہدین اسلام نے ڈاکٹر نجیب محفوظ پر قاتلانہ حملہ کر دیا۔ ایک اسلامی تنظیم کا کارکن تیز دھار خنجر سے ان پر حملہ آور ہوا۔ اس حملے میں ڈاکٹر صاحب کی جان تو بچ گئی لیکن ان کے دائیں بازو اور گردن پر خنجر کا وار اتنا گہرا تھا کہ نجیب محفوظ کا پھر ساری زندگی دایاں بازو مفلوج ہی رہا۔ یاد رہے حملہ آور اسی شدت پسند تنظیم کا کارکن تھا جس اسلامی تنظیم کے ایک کارکن (خالد اسلامبولی) نے مصری صدر انورالسادات کو شہید کر ڈالا تھا۔ ڈاکٹر نجیب کا معرکۃ الآراء ناول Childern of Gebelawi (جسے عربی زبان میں ''اولاد حارتنا'' کا نام دیا گیا تھا) انہیں نوبیل لاریٹ بنانے کا باعث بنا۔ مصر کے اخوان المسلمین اور شیخ عمر عبدالرحمٰن کا خیال تھا کہ اس ناول میں اسلام کا مذاق اڑایا گیا ہے لیکن جامعہ ازہر نے اس فتوے سے اتفاق نہیں کیا تھا۔

ایران کی مشہور عالم قانون دان ڈاکٹر شیریں عبادی کو 2003ء میں امن کا نوبیل انعام دیا گیا تو ایرانی مذہبی حکومت ان سے ناراض ہوگئی۔ ڈاکٹر شیریں عبادی نوبیل انعام پانے کے بعد جب وطن واپس آئیں تو تہران کے مہر آباد ائیر پورٹ پر کسی ادنیٰ سے سرکاری اہلکار نے بھی ان کا استقبال نہ کیا۔ ائیر پورٹ پر ڈاکٹر صاحبہ کے بچے اور چند ایک نہایت قریبی عزیز ہی ان کے استقبال کو آئے تھے۔ ایرانی حکومت کو رنج تھا کہ ڈاکٹر شیریں کو نوبیل انعام دے کر مغرب نے اس کا سر جھکایا ہے کہ شیریں عبادی نے اپنے ملک میں ہمیشہ اس تہی دست اور مظلوم طبقے کی قانونی دستگیری کی جس نے ایرانی حکومت کی کسی نہ کسی شکل میں مخالفت کرنے کی جرأت و جسارت کی تھی۔ ڈاکٹر صاحبہ کو ایران میں بدنام کرنے کا ہر سرکاری حربہ استعمال کیا گیا ہے۔ شیریں عبادی ایران کی اکثریتی آبادی کی طرح شیعہ ہیں لیکن انہیں بے توقیر کرنے کے لئے ایران کی سرکاری نیوز ایجنسی (IRNA) نے اگست 2008ء میں ایک آرٹیکل شائع کیا جس میں الزام عائد کیا گیا کہ شیریں عبادی ''بہائی'' فرقے سے تعلق رکھتی ہیں۔ انہیں مزید ٹارچر کرنے کے لئے 29 دسمبر 2009ء کو ان کی ہمشیرہ (نوشین عبادی) کو کچھ عرصہ کے لئے زیر حراست بھی رکھا گیا حالانکہ نوشین کا سیاست سے کبھی کوئی تعلق نہیں رہا۔

لیکن یہ افسوسناک داستان یہیں ختم نہیں ہو جاتی۔ ترکی کے مشہور ادیب اورہان پامک کو 2006ء میں ادب کے بلند اور بے مثل نوبیل انعام سے نوازا گیا تو ''جدید'' ترک حکمران پامک سے شدید ناراض ہوگئے۔ ترک حکمرانوں، جو اپنی نام ونہاد روشن خیالی کے باعث خاصے محترم گردانے جاتے ہیں، کو شک تھا کہ انعام کمیٹی نے پامک کو ادب کا نوبیل انعام دے کر ترکی کے خلاف سازش کی ہے۔ جس ناول (انگریزی میں Snow اور ترکی زبان میں KAR) کی بنیاد پر پامک صاحب کو نوبیل انعام کا حقدار سمجھا گیا، اس میں ماضی بعید کے حوالے سے آرمینیا کے عوام سے پرانے ترک حکمرانوں کے غیر مناسب سلوک کو موضوع بنایا گیا ہے۔ اس باعث موجودہ ترک حکمرانوں نے پامک کو گردن زدنی خیال کیا لیکن عالمی خوف سے وہ ناول نگار کا کچھ نہ بگاڑ سکے۔ واضح رہے اورہان پامک کا لکھا گیا لٹریچر دنیا کی ساٹھ زبانوں میں ترجمہ ہو چکا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ آج تک ان کی ایک کروڑ دس لاکھ کتابیں فروخت ہوچکی ہیں۔ اس کے باوجود موجودہ ترک حکمرانوں کے نزدیک وہ قابل تعریف وستائش نہیں۔ جناب پامک کا کہنا ہے کہ موجودہ ترک حکمران خصوصاً طیب اردگان آمروں سے بدتر ہیں ۔ پامک کا یہ جملہ جون 2013ء کو اس وقت منظر عام پر آیا جب ترکی میں ''غازی پارک'' کا بحران شدت اختیار کر گیا تھا۔

بنگلہ دیش عالم اسلام کا واحد ملک ہے جس کے ایک لائق فائق فرزند کو 2006ء میں نوبیل انعام ملا تو سارے ملک میں خوشیاں منائی گئیں اور ایک دن کے لئے سارے بنگلہ دیش میں سرکاری چھٹی کی گئی۔ بنگلہ دیش کے اس فرزند کا نام ہے پروفیسر محمد یونس، وہ عالمی شہرت یافتہ بینکر اور ماہر معیشت ہیں۔ انہوں نے ''گرامین بینک'' بنا کر بنگلہ دیش کے عسرت زدہ کروڑوں افراد کی جس نہج پر مدد کی، اس کا شہرہ ساری دنیا میں ہوا۔ اسی کے اعتراف میں انہیں نوبیل انعام کا حقدار قرار دیا گیا لیکن بنگلہ دیش میں ڈاکٹر یونس صاحب کے حوالے سے منائی گئی خوشیاں محض چند روزہ ثابت ہوئیں ۔ جلد ہی بنگلہ دیش کے ملاؤں نے ان کے خلاف جلسے جلوس نکالنے شروع کر دیئے، یہ دعویٰ کرتے ہوئے کہ ڈاکٹر یونس سود کا ظالمانہ کاروبار کر رہے ہیں اور ان کا ''گرامین بینک'' دراصل اسلام کے خلاف امریکہ ومغرب کا آلہ کار ہے۔

(روزنامہ ایکسپریس 14/اکتوبر 2013ء)

اردو صحافت

زاہدہ حنا اپنے کالم نرم گرم میں لکھتی ہیں۔

اب سے 35 برس پہلے کی بات ہے جب مائیکل ایچ ہارٹ نے ان 100 لوگوں کی فہرست مرتب کی جو تاریخ کے بااثر ترین افراد تھے۔ ان افراد کی فہرست میں اس نے ساتویں اور آٹھویں نمبر پر جن دو افراد کو رکھا تھا ان میں سے ایک 105 عیسوی میں پیدا ہونے والا سائی لن ہے اور دوسرا 1400 عیسوی میں پیدا ہوا اور اس کا نام جوہانس گٹن برگ ہے۔ ایک چینی تھا اور دوسرا جرمنی کا باشندہ۔ سائی لن نے کاغذ ایجاد کیا اور جوہانس نے متحرک چھاپہ خانہ، اس سے چند صدیاں پہلے چین میں متحرک چھاپہ خانہ بنا لیکن وہ کامیاب نہیں ہوا تھا۔ یہ جوہانس تھا جسے چھپائی کی اس نئی اور تیز رفتار ایجاد کو دنیا کے سامنے پیش کرنے میں کامیابی حاصل ہوئی۔ ہارٹ نے دنیا پر اثر انداز ہونے کے حوالے سے ان دو افراد کو دنیا کے اہم ترین لوگوں کی فہرست میں 7 واں اور 8 واں نمبر کیا غلط دیا؟ سوچیئے تو سہی کہ کاغذ اگر ارتقائی مراحل سے نہ گزرتا اور متحرک چھاپہ خانہ اگر تیزی سے ترقی نہ کرتا تو آج ہم اور ہم سے پہلے کی نسلیں کتابوں، رسائل اور جرائد اور اخباروں کے وسیلے سے دنیا بھر کی ذہانتوں اور معاملات سے بھلا کیسے باخبر ہوتیں۔ ان دو ایجادات کے بعد علم اور معلومات کا وہ انبار وجود میں آیا جسے ایک دوسرے کے اوپر رکھ دیا جائے تو شاید لاکھوں میل کی بلندی پر چاند کو چھولے۔

صدیاں گزر گئیں ہمارے دانشمندوں کو اس سے فرصت ہی نہیں کہ وہ مغرب کی ایجادات کو کفر کہتے رہیں۔ یہ لوگ اپنے لوگوں کو آگے لے جانے کی بجائے پیچھے کی طرف دھکیلتے رہتے ہیں لیکن وقت کا دھارا ایسے تمام خیالات وافکار کو رد کرتا ہوا آگے بڑھ رہا ہے۔ ہمارے یہاں طباعت کے نئے طریقوں کو ایک عرصے تک قبول نہیں کیا گیا۔ اس کی بنیادی وجہ یہ تھی کہ سماج کے معتبر افراد کے خیال میں کافروں کی اس ایجاد کو استعمال کرنا کفر میں اس کی اعانت کے برابر ہوتا۔ اس موضوع پر لمز کے گورمانی مرکز زبان وادب کے مجلّے ''بنیاد'' کے تازہ شمارے میں جناب معین الدین عقیل نے بہت تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔

یہ سیسر کمار داس ہے جس نے 1822ء کی علمی اور ادبی کاوشوں کی فہرست مرتب کرتے ہوئے اردو کے پہلے ہفت روزہ جام جہاں نما کے آغاز کا اندراج کیا ہے۔ اسی کے نیچے راجا رام موہن رائے کے فارسی اخبار ''مراۃ الاخبار'' کا ذکر ہے۔ راجا رام موہن رائے یہ اخبار نکالتے رہے تھے لیکن انہوں نے اس اردو ہفت روزہ کی اشاعت کے ایک برس بعد 4/اپریل 1823ء کو اپنا یہ اخبار ایسٹ انڈیا کمپنی کے پریس ایکٹ 1823ء کے خلاف احتجاج کرتے ہوئے بند کر دیا تھا یہ ایک دلچسپ تاریخی حقیقت ہے کہ ''جام جہاں نما'' کے بعد ادب نواز اور علم دوست ہندو اردو کے اخبارات نکالتے رہے اور یہ ان ہی کی روش تھی جو آگے چل کر مسلمانوں نے بھی اختیار کی۔ 191 برس کے دوران اردو اخبارات جس طرح پھلے پھولے اس پر جشن مناتے ہوئے ہمیں ان لوگوں کو ضرور یاد کرنا چاہئے جنہوں نے لگ بھگ دوصدی کے طویل عرصے میں اس روایت کو مستحکم کیا۔ یہ وہی ہیں جن کی بناء پر ہم اس بات پر ناز کرتے ہیں کہ اردو صحافت سے وابستہ افراد اور اخبارات نے قومی اور عالمی منظرنامے پر اپنی حیثیت منوالی ہے۔

یہ دیوان ہری دت تھا جس نے منشی سدا سکھ لال کو مدیر مقرر کیا اور 27 مارچ 1822ء کو کلکتے سے ہفت روزہ ''جام جہاں نما'' نکالا۔ اسے یہ شوق اٹھارہویں صدی میں کلکتے کے ایک برطانوی صحافی ہکی سے ہوا جو یوں تو انگریز تھا لیکن ایسٹ انڈیا کمپنی کے رشوت خور اور بدعنوان افسروں کو برطانوی قوم کی پیشانی پر کلنک کا ٹیکا سمجھتا تھا۔ اس نے 29 مارچ 1780ء کو ایک ہفت روزہ رسالہ ہکیز بنگال گزٹ جاری کیا۔ اس گزٹ نے بنگال سے برطانیہ تک ایک تہلکہ مچا دیا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ ہکی نے اپنے ہم وطن برطانوی گورنر جنرل (انتظامیہ) چیف جسٹس (عدلیہ) اور فرسٹ بشپ (چرچ) کی تمام بدمعاملگیوں کو اپنے گزٹ میں افشا کر دیا تھا۔ اس کے گزٹ کا 1782ء میں اس وقت خاتمہ ہوگیا جب وہ 19 مہینوں کے لئے جیل بھیج دیا گیا۔ اس کا پریس بحق سرکار ضبط کر لیا گیا۔ ''ہکی گزٹ'' انگریزی میں شائع ہوتا تھا اور اس کی زندگی بمشکل دو برس کی تھی لیکن اس کی تاریخی اہمیت کا اندازہ اس سے کیا جا سکتا ہے کہ اسی گزٹ نے برصغیر میں بے باک صحافت کی بنیاد رکھی اور 1947ء تک انگریزی، بنگلہ اردو، ہندی اور دوسری زبانوں کے اخبارات نے اسی کی پیروی میں تحریک آزادی کے

ہراول دستہ کا شاندار کارنامہ سرانجام دیا۔......

یہ اردو صحافت تھی جس نے برصغیر میں جدوجہد آزادی کے دوران متعدد بلند پایہ شاعروں کے خیالات کو دور دراز تک پہنچایا اور لوگوں کے دلوں کو گرمایا۔ ہم کیسے بھلا سکتے ہیں کہ 1859ء میں لکھنؤ سے منشی نول کشور نے ایک اخبار ''اودھ اخبار'' نکالا جس کے مدیروں میں سے ایک پنڈت رتن ناتھ سرشار بھی تھے اوران کے ''فسانہ آزاد'' نے اس میں قسط وار چھپ کر شہرت پائی اسے اردو کے کلاسیکی ادب میں شمار کیا جاتا ہے۔سینکڑوں اردو اخبارات کا ذکر ایک قصہ طولانی ہے جسے یہاں بیان کرنے کی گنجائش نہیں۔

(روزنامہ ایکسپریس 13/اکتوبر 2013ء)

ڈاکٹر عبدالسلام سے سلوک

جاوید چوہدری اپنے کالم زیرو پوائنٹ میں لکھتے ہیں۔

ڈاکٹر عبدالسلام نوبیل انعام یافتہ پاکستانی سائنس دان تھے یہ قادیانی مذہب کے ساتھ تعلق رکھتے تھے اور یہ پاکستانی آئین کے مطابق اقلیت اور غیر مسلم تھے لیکن یہ غیر مسلم ہونے کے باوجود پاکستانی تھے اوران کا نوبیل انعام پاکستان کا اعزاز تھا، ڈاکٹر صاحب کی کہانی انتہائی دلچسپ تھی۔ڈاکٹر عبدالسلام ساہیوال کے ایک گاؤں میں پیدا ہوئے والد جھنگ میں معمولی ملازم تھے، ڈاکٹر صاحب کا بچپن انتہائی غربت میں گزرا، ابتدائی تعلیم جھنگ سے حاصل کی، اعلیٰ تعلیم کے لئے گورنمنٹ کالج میں داخل ہوگئے، پنجاب حکومت نے دوسری جنگ عظیم کے دوران عوام پر وار ٹیکس لگا رکھا تھا، 2 ستمبر 1945ء کو جنگ ختم ہوگئی، پنجاب حکومت نے وار ٹیکس ختم کر دیا مگر یہ ٹیکس ختم ہوتے ہوتے بھی صوبائی خزانے میں ٹھیک ٹھاک رقم جمع ہوگئی، اس وقت پنجاب کے وزیر اعظم خضر حیات ٹوانہ تھے، ٹوانہ صاحب نے یہ فنڈ انگریز سرکار کے حوالے کرنے کی بجائے یہ رقم پنجاب کے ذہین طالب علموں کی تعلیم پر خرچ کرنے کا فیصلہ کیا، ڈاکٹر عبدالسلام اس وقت گورنمنٹ کالج سے ریاضی میں ایم ایس سی کر رہے تھے اور یہ پنجاب کے ذہین طالب علموں کی فہرست میں شامل تھے، پنجاب حکومت نے انہیں بھی وظیفہ دے دیا، یہ اس وظیفے سے کیمبرج یونیورسٹی گئے انہوں نے وہاں سے فزکس اور ریاضی میں ایم ایس سی اور پی ایچ ڈی کی۔

یہ 1951ء میں پاکستان آئے اور گورنمنٹ کالج لاہور میں ملازمت اختیار کرلی، یہ ریسرچ کرنا چاہتے تھے لیکن ہمارے معاشرے کا کمال ہے یہ سینہ ٹھونک کر اہل لوگوں کے سامنے کھڑا ہوجاتا ہے، گورنمنٹ کالج کی انتظامیہ بھی ڈاکٹر صاحب کے خلاف سینہ سپر ہوگئی، ڈاکٹر صاحب نے پرنسپل سے درخواست کی، آپ مجھے ایک چھوٹی سی لیبارٹری بنا دیں میں وہاں ریسرچ کرنا چاہتا ہوں، پرنسپل نے اس درخواست پر ''عمل'' کرتے ہوئے انہیں فٹ بال ٹیم کا کوچ بنا دیا، ڈاکٹر صاحب نے احتجاج کیا تو انہیں ہاسٹل کا وارڈن بنا دیا گیا، ڈاکٹر صاحب تنگ آ گئے اور یہ 1954ء میں انگلینڈ شفٹ ہو گئے، ہمیں ماننا پڑے گا ہمارے دشمن معاشرے علم، ذہانت، برداشت اور اعلیٰ ظرفی میں ہم سے بہت آگے ہیں، یہ ذہین لوگوں کو مذہب سے بالاتر ہوکر پذیرائی دیتے ہیں، ڈاکٹر عبدالسلام کو بھی غیر مسلم برطانیہ نے عزت نوکری اور ریسرچ کا بھرپور ماحول دیا، ڈاکٹر صاحب نے اس ریسرچ کی بنیاد پر 1979ء میں فزکس کا نوبیل انعام حاصل کیا، یہ پاکستان اور سائنس دونوں کے لئے اعزاز کی بات تھی مگر پاکستان میں یہ اعزاز قادیانیت کی نذر ہو گیا، ہم نے اس اعزاز کو مرتد قرار دے کر قبول کرنے سے انکار کر دیا اور یوں ڈاکٹر صاحب جان عزت اور علم بچانے کے لئے غیر ملک میں پناہ لینے پر مجبور ہو گئے، اٹلی نے کروڑوں ڈالر خرچ کر کے ٹرائیسٹ میں نظری طبیعات کا ادارہ بنایا اور ڈاکٹر عبدالسلام کو اس انسٹیٹیوٹ کا پہلا ڈائریکٹر تعینات کر دیا اور ڈاکٹر صاحب آخری عمر تک اس انسٹیٹیوٹ میں دنیا بھر کے سائنس دانوں کو فزکس اور نوبیل انعام لینے کی ٹریننگ دیتے رہے، شاعر مشرق علامہ اقبال کے صاحبزادے ڈاکٹر جاوید اقبال ایک بار ڈاکٹر صاحب سے ملاقات کے لئے ٹرائیسٹ گئے ڈاکٹر صاحب نے انہیں گلے لگایا اور رونا شروع کر دیا، ان کا کہنا تھا کہ دنیا بھر سے لوگ مجھ سے ملنے آتے ہیں مگر آپ پہلے پاکستانی ہیں جو مجھ سے ملاقات کیلئے آئے کاش میں اپنے ملک جا سکتا۔

ہم مسلمان ہیں ہم نبی اکرمؐ کو آخری نبی مانتے ہیں اور میرے سمیت اس ملک کا ہر شخص دل سے یہ سمجھتا ہے ہمارا ایمان اس وقت تک مکمل نہیں ہوسکتا جب تک ہم اللہ اور اس کے رسول کو اپنے آپ، اپنی آل اولاد اور زمین جائیداد سے زیادہ اہمیت نہ دیں، قادیانیوں کو غیر مسلم بھی سمجھتے ہیں لیکن یہ اس کے باوجود پاکستانی شہری ہیں اور انہیں اس ملک کی دوسری اقلیتوں کی طرح تمام حقوق حاصل ہیں مگر ہم مذہب عقائد اور نظریات میں اس قدر آگے چلے جاتے ہیں کہ ہم ان لوگوں کی شہریت تک سے منحرف ہو جاتے ہیں، ہم انہیں پاکستانی اور بعض اوقات انسان تک ماننے سے انکار کر دیتے ہیں اور ہمارا یہ رویہ صرف چند اقلیتوں تک محدود نہیں بلکہ ہم کسی بھی شخص کو کسی بھی وقت اپنی نفرت اور حسد کی صلیب پر چڑھا دیتے ہیں اور اس کے بدن میں نفرت کی کیلیں ٹھونک دیتے ہیں۔

(روزنامہ ایکسپریس 15/اکتوبر 2013ء)

ڈاکٹر عبدالسلام
وطن کا فراموش کردہ بیٹا

زاہدہ حنا اپنے کالم نرم گرم میں تحریر کرتی ہیں۔

صبح آنکھ کھلی تو گہری کہر تھی، چند گز کے فاصلے پر عمارتیں اور گلی میں دور تک کھڑی گاڑیاں نظر نہیں آ رہی تھیں۔ ٹیلی ویژن سے کہا جا رہا کہ ''حد نظر صفر'' ہے۔دھوپ نکلی تو یہ کہر آہستہ آہستہ گھلتی چلی گئی لیکن ذہن میں اسی کا خیال رہا۔رات گہری ہونے لگی تو اردو افسانے کی طلسماتی دنیا کے کوچہ و بازار کی سیر کرتے ہوئے اچانک میری نظر 14 برس کے اس لڑکے پر پڑی جو تیزی سے سائیکل کے پیڈل پر پیر مار رہا تھا۔ چہرہ دھوپ سے تمتمایا ہوا اور آنکھوں میں ستاروں کی روشنی۔ اس نے ایک ہاتھ سے اپنے کوٹ کی جیب سے ایک اخبار نکالا اور میرے سامنے لہرایا۔''میں لاہور سے آ رہا ہوں، میرا نتیجہ آ گیا ہے'' اس کی آواز خوشی سے لرز رہی تھی۔''میں گھر جا رہا ہوں'' اس نے ایک بار پھر اخبار لہرایا اور پیڈل پر دیوانوں کی طرح پیر مارتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔ وہ آگے جا رہا تھا یا لوگ اس کی طرف بڑھتے آ رہے تھے۔اس کے شہر کے لوگ، مسلمان، ہندو، سکھ، خوشی سے جھومتے ہوئے بھنگڑے ڈالتے ہوئے، عورتیں آنکھیں آنچل سے خشک کرتی ہوئی، لڑکے اور لڑکیاں اس نکے کالے کو دیکھتے ہوئے جس نے میٹرک کے امتحان میں سارے پنجاب کو، لاہور سے لدھیانے اور انبالہ سے امرتسر تک سارے بچوں کو پیچھے چھوڑ دیا تھا۔اس کی کامیابی، اس کی بستی کے ہر گھر کی کامیابی تھی۔ سائیکل چلاتے ہوئے اس بچے نے پلٹ کر میری طرف دیکھا۔ وہاں ایک بوڑھا تھا، چہرے پر زمانے کی تھکن، داڑھی کے سفید و سیاہ بال آنسوؤں سے بھیگے ہوئے۔'' تم لوگوں نے مجھے میرے گھر نہ آنے دیا۔''

میرے سامنے وہ شخص تھا جس نے پاکستان کے ایٹمی اور خلائی پروگرام کی بنیاد رکھی۔جس کی کاوشوں کے بغیر ہم مسلم امہ کی پہلی ایٹمی طاقت نہیں بن سکتے تھے۔جس نے حکومت پاکستان کو نیوکلیئر پلانٹ کی اہمیت باور کرائی۔جس نے اعلیٰ سائنسی تحقیقات کے ادارے قائم کرنے کے لئے جان توڑ محنت کی۔جس کے اثر ورسوخ سے یہ ممکن ہوسکا کہ 500 سے زیادہ پاکستانی نوجوان طبیعات کے مختلف شعبوں میں امریکا، کینیڈا، اٹلی اور انگلینڈ جا کر پی۔ایچ ڈی کر سکیں۔

وہ بیسویں صدی میں سائنس کی دنیا کے اہم ترین دماغوں میں سے ایک تھا لیکن ذاتی صدمات نے آخر آخر اسے بولنے اور چلنے سے محروم کیا۔اس کے باوجود وہ موت سے چند ہفتوں پہلے تک کام کرتا رہا۔ وہ لوگ جو اس کے فولادی اعصاب کے قائل تھے، انہوں نے کئی بار یہ منظر بھی دیکھا کہ کسی بین الاقوامی سیمینار میں کوئی پاکستانی نوجوان سائنس دان، وہیل چیئر پر بیٹھے ہوئے اس شخص کے گھٹنوں کو ہاتھ لگا رہا ہے اور اپنی مٹی سے جدائی کا غم اور اپنے دیس کی خوشبو کو محسوس کرتے ہوئے اس کی آنکھوں سے آنسوؤں کا تار بندھا ہوا ہے۔سائنس دانوں کی بین الاقوامی برادری کا یہ کامیاب اور مشہور انسان دیار غیر میں دنیا سے رخصت ہوا، دل شکستہ اور دل گرفتہ، جن فضاؤں میں رہنا اس جلاوطن کی آرزو تھی، وہاں اس کا تابوت آیا۔

21 نومبر کو ڈاکٹر عبدالسلام کو ہم سے جدا ہوئے۔17 برس گزر گئے۔عقیدے اور مسلک کی بنیاد پر ہماری نفرتیں ایک ایسی دلدل ہیں جو ہماری ذہانتوں کو نگل رہی ہیں اور ہم غریب سے غریب تر ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ میں نے جلسوں میں ڈاکٹر صاحب کو خراج تحسین ادا کیا اور وہ چلے گئے تو اپنی تحریروں میں کئی بار خراج عقیدت پیش کیا۔ مجھے کئی برس پرانی اپنی تحریر یاد آ رہی ہے جب میں نے لکھا تھا کہ سیاہ اچکن اور سفید شلوار، سر پر سفید پگڑی اور پیروں میں کھسے پہنے ہوئے وہ شخص سویڈن کے بادشاہ سے نوبیل انعام لے رہا ہے۔ یہ وہ شخص ہے جس کی قومیت پاکستانی اور شہریت انگلستانی تھی۔ 1926ء میں جھنگ میں پیدا ہوا تو برطانوی ہندوستانی تھا۔21 نومبر 1996ء کو آکسفورڈ میں اس جہاں سے گزرا تو برطانوی پاکستانی تھا۔نظری طبیعات کی دنیا کا ایک بہت بڑا نام۔ دنیا اس کے قدموں میں نگاہیں بچھاتی تھی اور وہ اپنے دیس کی فضاؤں اور ہواؤں کو ترستا تھا۔ بین الاقوامی سطح پر اعلیٰ ترین اعزازات سے نوازا گیا لیکن اس کے دیس نے اسے ٹھکرا دیا۔

ڈاکٹر عبدالسلام کی زندگی کا بیشتر حصہ پاکستان سے باہر گزرا، وہ بار بار یہاں آیا لیکن ہر مرتبہ اسے واپس جانا پڑا، دنیا اس کی راہوں میں آنکھیں بچھاتی تھی لیکن ہم اس سے نگاہیں چراتے تھے۔ دنیا نے اسے 274 سے زیادہ ایوارڈ، اعزازات اور انعامات دیئے، ان کے ساتھ ملنے والی رقوم کا تخمینہ کروڑوں ڈالر تک پہنچتا ہے۔ اس شخص نے یہ رقم اپنی ذات کی بجائے پاکستان اور تیسری دنیا کے ذہین اور ضرورت مند طلبہ کی اعلیٰ تعلیم اور تحقیق پر خرچ کی۔ یہ اس شخص کا قصہ ہے جو شہنشاہ ایران کو دی جانے والی ضیافت میں ادھڑے ہوئے جوتے پہن کر چلا گیا اس لئے کہ اس کے خیال میں نئے جوتے خریدنا فضول خرچی تھی۔

جھنگ کی مٹی کے مقدر میں عشق بلاخیز اور ابدی جدائی دونوں لکھ دیئے گئے ہیں، تب ہی جھنگ کی ہیر ہو یا اس کے صدیوں بعد پیدا ہونے والا عبدالسلام دونوں ہی بیمار عشق رہے، اپنے وطن سے ہیر جیسا عشق ہمارے یہاں کس نے کیا ہے اور اس سے ایسی جدائی بھلا کس کا مقدر ہوئی ہے۔ لوگوں نے لکھا ہے کہ عالمی شہرت یافتہ لوگوں کے ہجوم میں وہ اپنی دھرتی کو یاد کرتے ہوئے ہچکیوں سے روتے تھے لیکن ان کی آہ بے اثر تھی، ان کا نالہ نارسا تھا! انہوں نے آخری سانس ایک ایسی سرزمین پر لی جو ان کی اپنی نہ تھی اور ایک ایسے آسمان کے نیچے آنکھیں موندیں جو غیروں کا تھا۔

1979ء میں طبیعات کا انعام لینے والے پاکستان اور عالم اسلام کے واحد شہری ڈاکٹر عبدالسلام کے ساتھ ہم نے وہی کچھ کیا جو سینکڑوں

برس سے اپنے عالموں، دانشوروں اور فلسفیوں کے ساتھ کرتے آئے ہیں۔ ہمارا حافظہ اتنا کمزور ہے کہ کل اپنے جن خرد افروز اور علم دوست مفکروں، دانشوروں اور فلسفیوں پر ہم نے کفر والحاد کے فتوے لگائے تھے، جن پر زیست حرام کر دی تھی، آج ہم ان ہی کے ناموں کے آگے رحمۃ اللہ علیہ اور ان میں سے بعض کے نام سے پہلے ''امام'' لکھتے ہیں۔ ہم بھول چکے ہیں کہ ابن حزم کا مدرسہ اور کتب خانہ ہم نے جلایا، اشبیلیہ میں اس کی تحریریں سر بازار نذر آتش کی گئیں، کبھی اسے جلاوطن کیا کبھی قید و بند کی صعوبتوں سے گزارا، آج وہ ہمارے لئے ایک محترم نام ہے۔ ہم کسی کو یہ نہیں بتاتے کہ ہم نے ابن تیمیہ کی کتابیں نذر آتش کیں، اسے قید کیا اور جب اس پر بھی بس نہ چلا تو قید کے دوران اس سے تصنیف اور تالیف کی آزادی سلب کر لی، اس کی کتابیں اور مسودے ضبط کر لئے۔ آج ہم اسے ''امام'' لکھتے نہیں تھکتے اور تاریخ کا یہ سچ چھپاتے ہیں کہ **کاغذ اور قلم سے محروم ہونے والے ابن تیمیہ نے اپنے قید خانے کی دیواروں پر ناخنوں سے کھرچ کر لکھا تھا کہ میری اصل سزا یہ ہے کہ مجھے کاغذ اور قلم سے محروم کر دیا گیا**، ہم نے ابن تیمیہ کے شاگرد ابن القیم کو بھی معاف نہیں کیا، اسے بندی خانے میں رکھا، اونٹ پر بٹھا کر شہر بھر میں یوں پھرایا جیسے وہ کوئی مجرم ہو، اس کی کتابیں جلائیں، مسلم دنیا کا آخری نادر روزگار اور عظیم ہیئت داں، عالم اور فلسفی ابن رشد، جو اپنے خیالات وافکار کے سبب ذلیل و رسوا ہوا، جسے قرطبہ کی سیڑھیوں پر نمازیوں کے جوتے صاف کرنے کی سزا دی گئی، جسے جلاوطن کیا گیا، جس کی کتابیں قرطبہ کے چوک پر الاؤ میں جھونکی گئیں۔ آج اسی ابن رشد کے حوالے سے ہم یورپ میں نشاۃ ثانیہ کا سہرا اپنے سر باندھتے ہیں اور فخر سے یہ کہتے ہیں کہ راجر بیکن نے 1230 میں ابن رشد کی کتابوں کے لاطینی ترجمے کو یورپ کی علمی تاریخ کا ایک عظیم واقعہ قرار دیا تھا۔

عالم اسلام میں علم پروری اور عقل دوستی کا زوال ابن الہیثم اور البیرونی سے پہلے ہی شروع ہو چکا تھا اور یہ عمل بارہویں صدی کے آخری برسوں میں ابن رشد کی ذلت آمیز جلاوطنی کے ساتھ مکمل ہوا۔ ابن رشد کو ہسپانیہ کے یہودیوں نے سینے سے لگایا اور اس کے خیالات وافکار یورپ کی علمی اور سائنسی ترقی کا نقطہ آغاز بنے اور ہم آج آٹھ سو برس بعد بھی اتنے ہی بدبخت ہیں کہ ہم نے اپنے ایک نابغہٗ روزگار کے لئے اس کے اپنے ملک میں عرصہ حیات اس پر تنگ کر دیا۔ اپنے اس نابغہٗ روزگار کو ہم نے پاکستان میں دفن ہونے کی ''اجازت'' دی اس کے لئے ہمیں اس وقت کی حکومت کا ممنون ہونا چاہئے اور اس بات کا شکوہ نہیں کرنا چاہئے کہ ان کی تدفین سرکاری اعزاز کے بغیر ہوئی۔ 1998ء میں ''پاکستانی سائنسدان'' سیریز میں ان کا نام بھی شامل ہوا اور محکمہ ڈاک نے ان کا یادگاری ٹکٹ بھی جاری کیا، اس کے لئے ہمیں نواز شریف حکومت کی ''ہمت'' کا شکرگزار ہونا چاہئے۔

ڈاکٹر عبدالسلام بیسویں صدی کی عظیم ذہانتوں میں سے ایک تھے۔ جس دھرتی سے ان کا خمیر اٹھا اسے ان پر ناز کرنا چاہئے تھا لیکن یہ ان کی نہیں ہماری سیہ بختی ہے کہ ہم نے انہیں جلاوطنی اور بے توقیری کے عذاب میں ڈالا۔ علم دشمنی، جہل دوستی، انتہا پسندی اور تنگ نظری کی دبیز کہر ہمارے شہروں، قریوں، گھروں اور بازاروں میں اتر آئی ہے۔ ہمارے بارے میں ''حد نظر صفر'' کا اعلان ہو رہا ہے۔ ایسے میں ہم کہاں جائیں، ہمارے لئے علم پروری اور رواداری کی دھوپ کب نکلے گی؟

(روزنامہ ایکسپریس 27 نومبر 2013ء)

مکرم لئیق احمد مشتاق صاحب مربی سلسلہ

سرینام میں مقصد پیدائش انسانی کے عنوان پر لیکچر

کالج آف آرٹس اینڈ جرنلزم سرینام کی انتظامیہ نے مختلف مذاہب کی تعلیمات سے آگاہی حاصل کرنے کی غرض سے طلباء کیلئے لیکچرز کا اہتمام کروانے کا سلسلہ شروع کیا ہے۔

اس سلسلہ میں طلباء کے گروپ بنا کر انہیں مختلف مذاہب کے نمائندوں سے رابطہ کرنے اور لیکچر کا اہتمام کروانے کی ذمہ داری سونپی گئی۔ اور لیکچر کیلئے ''انسان کی پیدائش کا مقصد اور حیات بعد الموت'' کا عنوان مقرر کیا گیا۔ اور اس حوالے سے پانچ سوالات بھی تیار کئے گئے۔ یہ سوالات انسانی پیدائش کا مقصد، اعمال کی حقیقت اور ان کے اثرات، تناسخ ارواح، جنت جہنم کا تصور سے متعلق تھے۔ اس گروپ نے مختلف تنظیموں سے رابطہ کیا مگر کہیں سے مثبت جواب نہ ملا، پھر کسی نے انہیں بتایا کہ اگر دین حق کے حوالے سے معلومات چاہیں تو جماعت احمدیہ سے رابطہ کرو۔

چنانچہ مورخہ 16 جون کو یہ لوگ فون کر کے مشن ہاؤس آئے اور کہا کہ ہم اس موضوع پر آپ سے لیکچر کروانا چاہتے ہیں۔ اور اس کا وقت بھی ایک گھنٹہ مقرر کیا گیا ہے۔ ہم نے فوراً حامی بھر لی اور اس لیکچر کے لئے مورخہ 27 جون بروز جمعہ شام چھ بجے کا وقت مقرر کیا گیا۔ گروپ نے بتایا کہ 30 طلباء پر مشتمل کلاس اپنی ٹیچر کے ساتھ یہ لیکچر سننے کے لئے آئے گی اور لیکچر کے بعد نصف گھنٹہ سوالات کیلئے مخصوص ہوگا اور یہ لیکچر ''پاور پوائنٹ پروگرام'' کے ذریعہ پیش کیا جائے، اور آپ کے اسی لیکچر کی بنیاد پر ہم اپنی ڈگری کے لئے مقالہ تحریر کریں گے۔ نیز انہوں نے بتایا کہ اس پروگرام کے لئے موزوں جگہ کی تلاش اور شاملین کی ریفریشمنٹ کا انتظام بھی ہماری ذمہ داری ہے۔ اور آپ کے مثبت جواب کے بعد اب ہم اس پر کام شروع کریں گے۔ اس پر محترم صدر صاحب نے انہیں کہا کہ آپ اس کی بھی فکر نہ کریں۔ ہم آپ کے لئے نشستوں کا انتظام بھی کریں کے اور مہمان کی حیثیت سے کھانے کا بھی۔ اس پر پورے گروپ نے حیرت انگیز خوشی کا اظہار کیا۔ اس کے بعد انہیں بیت الذکر کے آداب سے آگاہ کیا گیا، اور یہ تلقین کی گئی کہ تمام لوگ مہذب لباس کے ساتھ پروگرام میں شامل ہوں۔

اس لیکچر کیلئے قرآن مجید اور اسلامی اصول کی فلاسفی کی مدد سے تیاری کی گئی اور مورخہ 27 جون کو ہم نے نماز جمعہ کے بعد جماعت کی طرف سے شائع شدہ مختلف تراجم قرآن مجید اور منتخب آیات قرآن کی نمائش لگائی، بیت الذکر سے ملحقہ ہال کی آرائش کی، بک سٹال بھی لگایا اور تمام طلباء کیلئے چار فولڈرز پر مشتمل لفافہ تیار کیا۔ لجنہ کی ایک ٹیم نے کھانے کا انتظام کیا۔

مقررہ وقت سے پہلے لوگوں کی آمد کا سلسلہ شروع ہوگیا۔ مجلس عاملہ کے افراد مہمانوں کے استقبال کے لئے موجود تھے۔ طلباء تراجم قرآن مجید اور دوسری کتب کی نمائش دیکھتے رہے۔ اور جماعت اور دین حق کے حوالے سے مختلف سوالات کرتے رہے۔

پروگرام کے آغاز پر گروپ لیڈر نے حاضرین کو جماعت اور محترم صدر صاحب کا تفصیلی تعارف کروایا، پھر لیکچر کی دعوت دی۔ محترم صدر صاحب نے آیات قرآنی سے مزین اس لیکچر میں باری باری تمام سوالات کے جواب دئے، جسے حاضرین نے پورے انہماک سے سنا، اور آخر پہ دیر تک داد دی۔

بعد ازاں سوال و جواب کا سلسلہ ہوا۔ اس میں بھی طلباء نے بڑی دلچسپی سے حصہ لیا۔ آخر پر گروپ لیڈر نے جماعت کا شکریہ ادا کیا اور اس لیکچر کو انتہائی مفید، معلوماتی اور متاثر کن قرار دیا۔ اور خاکسار اور محترم صدر صاحب کو کالج کی طرف سے ایک یادگاری شیلڈ دی۔ گروپ نے اپنے ساتھی طلباء کے لئے کچھ تحائف تیار کئے ہوئے تھے اس کے ساتھ جماعتی لٹریچر فرداً فرداً حاضرین میں تقسیم کیا گیا۔

بعد ازاں تمام مہمانوں کی خدمت میں قرینے کے ساتھ کھانا پیش کیا گیا۔ اس دوران تقریباً تمام طلباء نے خود آ کر اس لیکچر کو انتہائی معیاری اور مفید قرار دیا اور جماعت کی مہمان نوازی کی تعریف کی۔

وہ چار طلباء جنہوں نے اس لیکچر کیلئے جماعت سے رابطہ کیا تھا ان کی خوشی دیدنی تھی، اور وہ فخریہ انداز سے اپنے ساتھیوں سے کہہ رہے تھے کہ دیکھو ہماری وجہ سے آپ کو ایک بہترین اور معلوماتی لیکچر سننے کو ملا اور اتنی اچھی مہمان نوازی بھی۔ ان لوگوں نے برملا اس بات کا اظہار کیا کہ جماعت نے جس طرح ان سے حسن سلوک کیا ہے اور دین حق کے حوالے سے ایک بہترین اور معلوماتی لیکچر پیش کیا ہے ہمیں امید ہے کہ آئندہ ہمارے کالج کا ہر گروپ اس مقصد کے لئے آپ کے پاس ہی آئے گا۔ اس کامیاب لیکچر کا ایک انتہائی مفید اور قابل ذکر پہلو یہ ہے کہ ملک کی ایک معروف ٹی وی کمپیئر اور صحافی (Caria Boetius) اس پروگرام میں شامل ہوئیں، موصوفہ مختلف ٹی وی پروگرامز کی میزبانی کرتی ہیں، اور دو سال قبل عیدالاضحیٰ کے موقعہ پر بیت الذکر آئی تھیں اور محترم صدر صاحب کا انٹرویو لیا تھا۔ لیکچر کے بعد انہوں نے بھی اِسے دین حق کی بہترین تصویر قرار دیا، اور صدر صاحب کا انٹرویو لینے کی خواہش ظاہر کی۔ چنانچہ مورخہ یکم جولائی کو محترم صدر صاحب اس مقصد کے لئے ان کے سٹوڈیو گئے۔ سوالات کا سلسلہ شروع کرنے سے قبل اس نے بتایا کہ میں نے لیکچر کے روز آپ کی طرف سے ملنے والے فولڈرز کا مطالعہ کیا ہے۔ انٹرویو کے دوران اس نے جماعت کا تعارف پوچھا۔ اس سوال کے جواب میں محترم صدر صاحب نے سوالات کے تفصیلی جوابات دئے۔ اس انٹرویو کے لئے بیس منٹ کا وقت مقرر کیا گیا تھا۔ اور وقت ختم ہونے کے بعد کیمرہ مین نے اشارے کرنے شروع کئے مگر میزبان نے انٹرویو جاری رکھا اور قریباً 35 منٹ کا انٹرویو ریکارڈ کیا۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے مورخہ 2 جولائی کو یہ مکمل انٹرویو دن ساڑھے بارہ بجے Algemene Televisie (Verzorging ATV Ch 12) پر اور رات 8 بجے (TV2) پر نشر ہوا۔ اس انٹرویو کو بہت پذیرائی ملی اور بہت سے افراد جن میں یونیورسٹی کے پروفیسر اور اعلیٰ تعلیم یافتہ لوگ شامل ہیں نے اسے سراہا اور پسندیدگی کا اظہار کیا۔

☆..........☆..........☆

اندھیری راتوں کی دعائیں

آنحضرت ﷺ کی اصلاح عظیم کا تذکرہ حضرت مسیح موعود خوبصورت اور دلنشیں الفاظ میں اس طرح بیان فرماتے ہیں۔

''وہ جو عرب کے بیابانی ملک میں ایک عجیب ماجرا گزرا کہ لاکھوں مردے تھوڑے دنوں میں زندہ ہو گئے اور پشتوں کے بگڑے ہوئے الٰہی رنگ پکڑ گئے اور آنکھوں کے اندھے بینا ہوئے اور گونگوں کی زبان پر الٰہی معارف جاری ہوئے اور دنیا میں یک دفعہ ایک ایسا انقلاب پیدا ہوا کہ نہ پہلے اس سے کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا۔ کچھ جانتے ہو کہ وہ کیا تھا؟ وہ ایک فانی فی اللہ کی اندھیری راتوں کی دعائیں ہی تھیں جنہوں نے دنیا میں شور مچا دیا اور وہ عجائب باتیں دکھلائیں کہ جو اس اُمی بیکس سے محالات کی طرح نظر آتی تھیں۔''

(برکات الدعا۔ روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 10-11)

اطلاعات و اعلانات

نوٹ: اعلانات صدر/امیر صاحب حلقہ کی تصدیق کے ساتھ آنا ضروری ہیں۔

ولادت

❁ محترم مولانا سلطان محمود انور صاحب ناظر اصلاح وارشاد رشتہ ناطہ تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کے بیٹے مکرم حسان محمود صاحب کو اللہ تعالیٰ نے مورخہ 26/اگست 2014ء کو بیٹے سے نوازا ہے۔نومولود کا نام عماد محمود رکھا گیا ہے۔نومولود مکرم مقصود احمد صاحب آف کراچی کا نواسہ ہے۔ احباب سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ نومولود کو صحت وسلامتی والی لمبی فعال زندگی والا، نیک، خادم دین اور والدین کیلئے آنکھوں کی ٹھنڈک بنائے۔آمین

ولادت

❁ مکرم ناصر علی خان صاحب نائب سیکرٹری وقف نو لوکل انجمن احمدیہ ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے خاکسار کے بیٹے مکرم وجاہت علی خان صاحب مربی سلسلہ ریسرچ سیل کو 25 ستمبر 2014ء کو پہلے بیٹے سے نوازا ہے۔ جو وقف نو کی بابرکت تحریک میں شامل ہے۔سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جس کا نام عطاء الاول عطا فرمایا ہے۔نومولود مکرم محمد علی خان صاحب اسیر راہ مولا فورٹ سنڈیمن بلوچستان کی نسل سے اور مکرم طاہر احمد ملک صاحب مرحوم لاہور کا نواسہ ہے۔ احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ بچے کو نیک، خادم دین، جماعت کے لئے مفید وجود اور والدین کیلئے قرۃ العین بنائے۔آمین

ولادت

❁ مکرم مرتضٰی احمد صاحب لقمان ہیئر فیشن کالج روڈ ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کے بڑے بھائی مکرم لقمان احمد صاحب کو خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے مورخہ یکم اکتوبر 2014ء کو بیٹے سے نوازا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت نومولود کا نام فاران احمد عطا فرماتے ہوئے وقف نو کی بابرکت تحریک میں بھی شامل فرمایا ہے۔نومولود مکرم عبدالمجید صاحب دارالبرکات ربوہ کا پوتا، مکرم محمد رفیق صاحب مرحوم آف گنڈا سنگھ والا ضلع فیصل آباد کا نواسہ اور حضرت میاں اللہ داد صاحب ترگڑی ضلع گوجرانوالہ رفیق حضرت مسیح موعود کی نسل سے ہے۔احباب سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ نومولود کو باعمر، نیک، صالح ، خادم دین اور والدین کیلئے آنکھوں کی ٹھنڈک بنائے۔آمین

درخواست دعا

❁ مکرم عبدالحی خالد صاحب انسپکٹر نظارت مال آمد ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

میرے والد محترم مبارک احمد نجیب صاحب مربی سلسلہ نظارت اشاعت ربوہ کے دائیں ہاتھ میں گرنے کی وجہ سے فریکچر ہو گیا تھا۔ پلستر اُتر گیا ہے۔ ہڈی جڑ تو گئی مگر مکمل آرام نہیں آیا۔احباب سے درخواست دعا ہے کہ خداوند شافی اپنے فضل سے شفاء کاملہ وعاجلہ عطا فرمائے اور جملہ پیچیدگیوں سے محفوظ رکھے۔آمین

❁ مکرمہ سلطانہ شیخ صاحبہ ناصر آباد غربی ربوہ تحریر کرتی ہیں۔

میرے شوہر مکرم شیخ بشارت احمد شاکر صاحب کی طاہر ہارٹ انسٹی ٹیوٹ ربوہ میں انجیوگرافی ہوئی ہے اور بائی پاس متوقع ہے۔تین میجر وینز میں خرابی ہے۔ احباب جماعت سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو صحت والی لمبی فعال زندگی اور شفاء کاملہ وعاجلہ عطا فرمائے نیز جملہ پیچیدگیوں سے محفوظ رکھے۔آمین

ڈینٹل سرجری کی سہولتیں

❁ مریضوں کی طرف سے موصولہ سوالات اور استفسارات سے اندازہ ہوتا ہے کہ احباب کو آگاہ کرنا ضروری ہے کہ فضل عمر ہسپتال ربوہ کے شعبہ ڈینٹل سرجری میں مندرجہ ذیل علاج ومعالجہ کی سہولتیں موجود ہیں۔

☆ Oral Hygine Instructions مریضوں کو منہ اور دانتوں کی حفاظت کیلئے احتیاطی تدابیر کی طرف راہنمائی۔

☆ Medication منہ اور دانتوں کے امراض کا علاج بذریعہ ادویہ۔

☆ Ultrasonic Scaling جدید آلات کے ذریعہ دانتوں کی مکمل صفائی۔

☆ دانتوں کی ہمرنگ Filling کی سہولت بھی میسر ہے۔دانتوں کی بھرائی ۔ مرض کی نوعیت کے مطابق یہ عارضی بھی ہوسکتی ہے اور مستقل بھی۔

☆ Root Canal Treatment جہاں عام Filling ممکن نہ ہو وہاں دانت کی جڑوں کو اندر سے صاف کر کے دانت کو بھرا جاتا ہے۔

☆ Dental Extraction یعنی اخراج دنداں یہ علاج کی آخری صورت ہوتی ہے۔

☆ Dental Prosthetics مصنوعی دانت لگائے جاتے ہیں جہاں قدرتی دانت موجود نہ ہوں۔

☆ Orthodontics ٹیڑھے دانتوں کو Removable Appliance کے ذریعہ ان کی صحیح پوزیشن پر لایا جاتا ہے۔

(ایڈمنسٹریٹر فضل عمر ہسپتال ربوہ)

دورہ انسپکٹر روزنامہ الفضل

❁ مکرم محمد احمد مظفر علوی صاحب انسپکٹر روزنامہ الفضل آجکل توسیع اشاعت اور بقایاجات کی وصولی کیلئے دورہ پر ہیں تمام عہدیداران واحباب جماعت سے بھرپور تعاون کی درخواست ہے۔

(مینیجر روزنامہ الفضل)

مکرم رفیق احمد کاشف صاحب

کانڈی (Kandi) بینن میں بیت الذکر کا افتتاح

کانڈی شہر بینن کے شمال میں نائیجر کے بارڈر سے 100 کلومیٹر کی دوری پر واقع ہے۔اس شہر میں مسلمانوں کی اکثریت ہے۔2011ء میں یہاں پر احمدیہ مشن کا قیام عمل میں آیا۔2012ء میں یہاں مشن ہاؤس اور بیت الذکر کے لئے پلاٹ خریدا گیا جو بینن سے نائیجر جانے والی مرکزی شاہراہ پر واقع ہے۔ جس کے پہلے مرحلہ میں گزشتہ سال مشن ہاؤس تعمیر کیا گیا۔اور امسال بیت الذکر تعمیر کی گئی۔

اپریل کے آخر میں مکرم امیر صاحب بینن رانا فاروق احمد صاحب نے بیت الذکر کا سنگ بنیاد رکھا اور بیت الذکر کی تعمیر کا باقاعدہ آغاز 12 مئی 2014ء کو ہوا۔بیت الذکر کا مسقّف حصہ 15×12 ہے اور اس کا 18 میٹر اونچا ایک مینار ہے اور اس کے ساتھ دو آٹھ میٹر کے مینار ہیں۔اور دفتر بھی تعمیر کیا گیا ہے۔

22/اگست 2014ء کو بیت الذکر کا افتتاح عمل میں لایا گیا۔افتتاح کے لئے مرکزی وفد میں مکرم بکری مصلحو صاحب نائب امیر اول بطور نمائندہ امیر صاحب تشریف لائے۔

22/اگست کو صبح باجماعت نماز تہجد ادا کی گئی۔ افتتاحی تقریب کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔جس کا فرنچ اور ڈینڈی زبان میں ترجمہ ہوا۔ اس کے بعد ڈپٹی میئر کانڈی نے اپنے خیالات کا اظہار کیا اور بیت الذکر کی تعمیر پر جماعت کو مبارکباد دی اور جماعت کا شکریہ ادا کیا۔اور اس امید کا بھی اظہار کیا کہ جس طرح جماعت مذہبی کام کر رہی ہے اسی طرح تعلیم اور صحت کے شعبوں میں بھی ہماری مدد کی جائے گی۔ریجنل کمانڈنٹ Gendarmerie نے بھی جماعت کو مبارک باد دی۔ افتتاحی تقریب میں شہر کے افسران بالا اور معززین کی ایک کثیر تعداد نے شرکت کی جن میں 4 پیراماؤنٹ چیفس، سیکرٹری جنرل آف کونسل، ڈائریکٹر زونل ہسپتال، چیف آف روڈ سیکیورٹی، نمائندہ ڈائریکٹر Public Works، چیف بریگیڈ Gendarmerie، نمائندہ ٹیلیفون ،نمائندہ محکمہ جنگلی حیات، ڈائریکٹر محکمہ بجلی، رجسٹرار عدالت، نگران سنٹر سوشل اور دیگر سیاسی ، سماجی اور کاروباری شخصیات نے شرکت کی اور خوبصورت بیت الذکر کی تعمیر پر جماعت کو مبارکباد دی۔ اس کے بعد مکرم نائب امیر صاحب اول مکرم بکری مصلحو صاحب نے بیت الذکر کی اہمیت بیان کی اور جماعتی کاموں کے متعلق ایک مختصر رپورٹ پیش کی۔

عرب مذہبی تنظیمیں بھی اس شہر میں بہت ہیں جو جماعت کی مخالفت میں پیش پیش ہیں۔ بیت الذکر کی تعمیر کے دوران بھی انہوں نے لوگوں کو مخالفت پر اکسایا اور کافی غلط باتیں بیت الذکر کے بارے میں کرتے تو اس طرح لوگوں کی ایک کثیر تعداد بیت الذکر کو دیکھنے آتی اور جب وہ باتیں نہ دیکھتے جو انہوں نے سنی تھیں تو مخالفین کو برا بھلا کہتے واپس چلے جاتے کہ یہ مخالفین جھوٹ بولتے ہیں۔ اسی طرح افتتاح سے قبل بھی انہوں نے لوگوں کو منع کیا کہ وہ یہاں نہ آئیں۔جماعت نے بیت الذکر کے افتتاح کے متعلق ریڈیو پر اعلان کروایا۔ 170 سے زائد غیر از جماعت اور دیگر مذاہب کے افراد نے شرکت کی اور اس پروگرام کی کل حاضری تقریباً 225 تھی۔ افتتاحی تقریب کے بعد تمام حاضرین کو کھانا پیش کیا گیا اور کھانے کے بعد نماز جمعہ ادا کی گئی اور اس طرح یہ تقریب اختتام پذیر ہوئی۔

اسی طرح شہر کے داخلی راستوں پر تین سائن بورڈ آویزاں کیے گئے ہیں جن پر کلمہ طیبہ لکھا ہے اور تحریر ہے کہ احمدیہ جماعت رواداری، آزادی، مساوات، عزت اور امن کے پیغام کے ساتھ آپ کو کانڈی شہر میں خوش آمدید کہتی ہے۔محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں۔

خدا تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس بیت الذکر کو ہمیشہ آباد رکھے اور جماعت کو خلافت کے سایہ میں ہمیشہ ترقیات سے نوازتا چلا جائے۔آمین

الفضل میں اشتہار دے کر اپنے کاروبار کو فروغ دیں

ٹیڑھے دانتوں کا علاج فکسڈ بریسز سے کیا جاتا ہے

احمد ڈینٹل سرجری فیصل آباد

صبح 9 بجے تا 1 بجے گورونانک پورہ: 041-2614838

شام 5 بجے تا 9 بجے ستیانہ روڈ: 041-8549093

ڈاکٹر وسیم احمد ثاقب ڈینٹل سرجن

بی ایس سی۔ بی ڈی ایس (پنجاب) 0300-9666540

معلوماتی خبریں
عالمی ذرائع ابلاغ سے

پولیس کے لئے انوکھا ہتھیار

امریکی کمپنی ’’شیلڈ ڈیفنس سسٹمز‘‘ نے Ro-Z نامی گن تیار کر لی ہے۔ جو ٹارگٹ کو 10 سے 15 منٹ کے لئے عارضی طور پر بینائی سے محروم کر دے گی۔ کمپنی کا دعویٰ ہے کہ یہ گن مکمل طور پر قابل اعتبار ہے اور ہر قسم کے جانوروں اور انسانوں پر استعمال کی جاسکتی ہے۔ یہ یقین دہانی بھی کروائی گئی ہے کہ اس کے اثرات 100 فیصد عارضی ہوتے ہیں اور 10 سے 15 منٹ بعد بصارت بحال ہوجاتی ہے۔ کمپنی کا کہنا ہے کہ اس گن سے آنکھ کے عدسہ کو قطعاً کوئی نقصان نہیں پہنچتا۔

(روزنامہ دنیا 15 ستمبر 2014ء)

دنیا کا سب سے بڑا ڈمپر ٹرک

روس میں دنیا کا سب سے بڑا ڈمپر ٹرک تیار کر کے عالمی ریکارڈ قائم کر دیا گیا ہے۔ کچرا اٹھانے والا یہ دنیا کا سب سے بڑا ٹرک ہے جس کی لمبائی 65 فٹ اور اونچائی 26 فٹ ہے، اہم بات یہ ہے کہ اس ٹرک میں چند کلو نہیں بلکہ 450 ٹن کچرا سما سکتا ہے۔ بیلاز نامی یہ ٹرک عام حالت میں چالیس جبکہ مکمل لوڈ ہونے کے بعد 25 میل فی گھنٹہ کی رفتار سے سفر کرسکتا ہے اور 16 ہزار فٹ تک کی بلندی پر منفی 50 ڈگری درجہ حرارت میں بھی کام کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ (روزنامہ دنیا 15 ستمبر 2014ء)

کاریں دو، ڈرائیور ایک، انوکھی ٹیکنالوجی

جدید ٹیکنالوجی کی بدولت زمینی سفر کو محفوظ اور تیز رفتار بنانے کی کوششیں جاری ہیں اور اب ایسی کاریں تیار کر لی گئی ہیں جن کا نہ صرف آپس میں رابطہ ہوگا بلکہ ایک کار دوسری کار کی ہدایات پر عمل کرتی ہوئی اس کے پیچھے پیچھے حرکت کرے گی اس کے لئے نہ ڈرائیور کی ضرورت ہوگی اور نہ کوئی رسی لگانے کی۔ امریکہ میں کار تیار کرنے والی کمپنی کا کہنا ہے آگے جانے والی کار ہدایات جاری کرے گی اور دوسری کار اس کے پیچھے بغیر کسی ڈرائیور کے چلتی رہے گی، بریک کب لگانی ہے، کس جگہ رکنا ہے رفتار آہستہ اور تیز کب کرنی ہے اس طرح کی تمام ہدایات آگے والی کار دے گی اور پیچھے والی کار ان پر عمل کرے گی۔ کاروں کی ایک اور اہم خصوصیت یہ ہے کہ کار میں لگی بریکس خود بخود کام کریں گی جو گاڑی کو دوسری گاڑی سے مناسب فاصلے پر رکھیں گی۔ جیسے ہی کوئی کار اپنی لین سے ہٹنے لگے گی اس میں لگا لین وارننگ سسٹم کار کو دوبارہ اپنی لین میں لے آئے گا۔ اسی طرح کار میں موجود بلائنڈ سپاٹس اور کراس پاتھ ڈیٹیکشن سسٹم ڈرائیور کو اردگرد موجود گاڑیوں کی موجودگی کا پتہ اور آٹومیٹک پارکنگ میں مدد دے گا۔

(روزنامہ دنیا 15 ستمبر 2014ء)

زیادہ پانی پینا جسم میں سوڈیم کم کرتا ہے

پانی کو عام طور پر زندگی سے تشبیہ دی جاتی ہے اور اس میں شک نہیں کہ آکسیجن کے بعد پانی انسان کی بقا کے لئے سب سے ضروری ہے، روزانہ آٹھ گلاس پانی پینے کا مشورہ بہت عرصے سے دیا جا رہا ہے مگر آسٹریلیا میں ہونے والی ایک تحقیق میں دعویٰ کیا گیا ہے کہ انسانی جسم میں پانی کی ضرورت سے زیادہ مقدار جسم میں موجود سوڈیم کی مقدار کو کم کر دیتی ہے اور ایسے لوگ جو زیادہ تھکاوٹ والا کام نہیں کرتے، انہیں دن میں چھ سے آٹھ گلاس پانی کی ضرورت نہیں ہوتی جبکہ روزمرہ کے کھانے، شربت اور چائے سے پانی کی ضرورت پوری ہو جاتی ہے اس لئے ضرورت سے زیادہ پانی پینے سے گریز کیا جائے کیونکہ اس کا انسانی جسم کو کوئی فائدہ نہیں پہنچتا۔ (روزنامہ دنیا 15 ستمبر 2014ء)

دھماکہ خیز مواد کی نشاندہی کرنے والا آلہ ایجاد

امریکی سائنس دانوں نے دھماکہ خیز مواد کی تلاش کے لئے انتہائی چھوٹا آلہ ’’سنسر‘‘ ایجاد کرلیا۔ یہ آلہ حساس ترین دھماکہ خیز مواد کو ایک منٹ کے اندر تلاش کرسکتا ہے۔ یہ آلہ ابتدائی معلومات سے زیادہ حساس ہے۔ نیا آلہ سائز میں چھوٹا ہے مگر ایئر پورٹس اور دیگر مقامات پر دھماکہ خیز مواد کی نشاندہی کے لئے استعمال ہونے والے تمام آلات سے زیادہ اثر رکھنے والا ہے۔ اس کے علاوہ اس میں الارم سسٹم کی تنصیب سے کان کنی کے دوران نہ پھٹ سکنے والے دھماکہ خیز مواد کی نشاندہی بھی کی جاسکتی ہے۔ (روزنامہ دنیا 23 جولائی 2014ء)

اٹھوال فیبرکس
بوتیک ہی بوتیک، بوتیک کی تمام ورائٹی پر زبردست سیل
اعجاز احمد اٹھوال: 0333-3354914
ملک مارکیٹ ریلوے روڈ ربوہ

ارشد بھٹی پراپرٹی ایجنسی
لاہور، اسلام آباد، ربوہ اور ربوہ کے گردونواح میں پلاٹ دکان زرعی و کمرشل زمین خرید و فروخت کی با اعتماد ایجنسی 0333-9795338
بلال مارکیٹ بالمقابل ریلوے لائن ربوہ فون دفتر 6212764
گھر: 6211379 موبائل: 0300-7715840

ضرورت پرنسپل
ہمیں اپنے ادارے سٹی پبلک سکول فار بوائز کیلئے کوالیفائیڈ تجربہ کار، محنتی اور وقف کی روح کے ساتھ کام کرنے والے پرنسپل کی ضرورت ہے۔ خواہشمند حضرات اپنی درخواستیں چیئرمین سٹی پبلک سکول کے نام لکھ کر سکول کے دفتر میں 15 اکتوبر 2014ء تک جمع کروادیں۔
سٹی پبلک سکول ربوہ
047-6214399,6211499

نزلہ زکام کیلئے گھریلو نسخے

موسم جب بھی تبدیل ہوتا ہے نزلہ، زکام اور فلو کی تکالیف گھیر لیتی ہیں۔ نزلہ زکام کے علاج کے لئے مندرجہ ذیل گھریلو نسخے کارآمد ثابت ہو سکتے ہیں۔

☆ نزلے کی صورت میں سب سے زیادہ ناک اور اس کی اندرونی جھلیاں متاثر ہوتی ہیں۔ وائرس سے نجات حاصل کرنے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ ان جھلیوں سے خارج ہونے والی رطوبت انہیں بہا کرلے جائے۔

اس عمل میں وضو کا عمل بہت معاون ثابت ہوتا ہے۔ ناک میں صاف ستھرا پانی چڑھا کر باہر نکالنے سے اندرونی جھلیاں اچھی طرح دھل جاتی ہیں۔ اگر پانی نیم گرم اور نمکین ہو تو اسے آسانی سے کھولا جاسکتا ہے۔ نمک کی وجہ سے ناک میں نہ صرف ورم دور ہوتا ہے بلکہ وائرس کی خاصی تعداد بھی دھل کر خارج ہوتی ہے اور مرض کی شدت میں کمی آجاتی ہے۔ پانی کی بھاپ میں سانس لینے سے ناک سے حلق تک کا اندرونی حصہ نزلے کی رطوبت سے صاف ہو جاتا ہے اور ناک کی بندش سے ہونے والی گھٹن اور بےچینی دور ہوتی ہے۔

اسی پانی میں اگر یوکلپٹس آئل کی بھی چند بوندیں شامل کر لی جائیں تو ناک کھلنے اور وائرس کا بآسانی نکلنے کا عمل اور بھی مؤثر ہو جاتا ہے۔ یہ عمل پانچ سے دس منٹ تک کرنا چاہئے۔

☆ جو لوگ چائے پیتے ہیں انہیں نزلے کے دوران بغیر دودھ کی چائے (قہوے) میں شکر کی جگہ شہد اور لیموں کا رس شامل کر کے پینا چاہئے اور سادہ گرم پانی میں ایک چائے کا چمچ شہد اور تازہ لیموں کا رس شامل کرکے آہستہ آہستہ پینے سے گلے کی خراش کو بہت آرام پہنچتا ہے۔

☆ نزلے کے لئے دارچینی کی چائے بہت مؤثر ثابت ہوتی ہے۔ اس کا سفوف چائے کے ایک چمچ کے برابر کھولتے پانی میں 20 منٹ تک ڈھک کر دم دینے کے بعد اس میں شہد بقدر ذائقہ ملا کر پینا چاہئے۔ دن میں اس کی ایک سے تین پیالیاں پی جا سکتی ہیں۔

☆ تازہ ادرک چھیل کر اس کا ایک چائے کا چمچ رس ایک پیالی گرم پانی میں شہد سے میٹھا کر کے پینے سے بلغمی کھانسی، سینے کی جکڑن اور سینے کو بہت آرام ملتا ہے۔ بلغم خارج ہوتا ہے اور پسینہ آکر بخار دور ہو جاتا ہے۔ اس میں تلسی کے تازہ پتوں کا رس ایک چائے کا چمچ ملانے سے یہ اور بھی مفید ہو جاتا ہے۔ تلسی کے خشک پتے بھی استعمال ہوسکتے ہیں۔

www.urdurisala.com

نورتن جیولرز ربوہ
فون گھر 6214214
دکان 6216216 047-6211971

ربوہ میں طلوع وغروب 10۔اکتوبر

طلوع فجر	4:46
طلوع آفتاب	6:05
زوال آفتاب	11:55
غروب آفتاب	5:45

ایم ٹی اے کے اہم پروگرام

10۔اکتوبر 2014ء

6:25 am	بیت الغفور کا افتتاح 18 مارچ 2012ء
8:40 am	ترجمۃ القرآن کلاس 12 نومبر 1997ء
9:55 am	لقاء مع العرب
11:55 am	بیت الامن کا افتتاح 4 مارچ 2012ء
1:20 pm	راہ ہدیٰ
4:00 pm	دینی وفقہی مسائل
5:00 pm	خطبہ جمعہ Live
9:20 pm	خطبہ جمعہ فرمودہ 10۔اکتوبر 2014ء

اہل ربوہ کے لئے خوشخبری
بسم اللہ فیبرکس
آ گیا جی آ گیا کاٹن لیلن میلہ 2014/2015 آ گیا
نیز فینسی ریشمی سوٹوں کے نت نئے ڈیزائن
چیمہ مارکیٹ ربوہ: 0300-7716468

چلتے پھرتے بروکروں سے سیمپل اور ریٹ لیں۔
وہی ورائٹی ہم سے 50 پیسے یا 1 روپیہ کم ریٹ میں لیں
گنتیا (معیاری پیمائش) کی گارنٹی کے ساتھ
ہماری خواہش ہے کہ آپ کی لاعلمی کی وجہ سے کوئی ناجائز فائدہ نہ اٹھا سکے۔ سرامکس ٹائل بھی دستیاب ہے۔
اظہر ماربل فیکٹری
15/5 باب الابواب درہ شاپ ربوہ
موبائل: 03336174313

KOHISTAN STEEL
DEALERS OF PAKISTAN STEEL MILLS CORPORATION LTD AND IMPORTERS
Talib-e-Dua: Mian Mubarik Ali

FR-10